ڈاکٹر عارف نوشاہی

نامہ ہاے مشفق
(مُشفق خواجہ کے خطوط عارف نوشاہی کے نام)

Letters of Mushfique

Abstract:

Dr. Arif Noshahi, Chairman Persian Department, Gordan College Rawalpindi, Pakistan.

These writings have been written by the famous researcher "Mushfiue Khwaja" he wrote them to Dr. Arif Noshahi.
It is a collection of 60th letters, out of them the first one has written on July 22nd 1979. During compilation of this collection the last letter which had received on 29 December, 2004 and which is included in it, this collection of the letters has been compiled with marginal description, introduction and ordered by Mr. Arif Noshahi.
Mushfique Khowaja was not the only a great master in Urdu Literature he had a deep understanding and vision for the Persian literature too.
Special about Persian history of literature and his opinions were comparatively more noticeable then their own Persian writers of the time.
These letters are important in educational point of view as well as depict the good morals of Mr. Khwaja and they would be an important resource for the futer researchers.

فراق نامۂ خواجہ کسی کہ برخواند
بہ آب ِ دیدہ بشوید سیاہی از طومار

۱۹۷۹ء کا سال تھا۔ میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کی طرف سے قومی عجائب گھر پاکستان، برنس گارڈن، کراچی کے فارسی مخطوطات کی فہرست نویسی پر مامور ہو کر کراچی گیا۔ اس کام کے لیے مجھے عجائب گھر کے ایک سرد خانے میں جگہ مہیا کی گئی

جہاں صبح صبح چند مخطوطات کام کرنے کے لیے میرے حوالے کیے جاتے اور شام کو واپس لے لیے جاتے۔ اس دوران نہ وہاں کوئی آدمی باہر سے آتا، نہ میں باہر جاتا۔ اس کمرے میں میرے ساتھ اگر کوئی دوسرا ذی نفس موجود تھا تو وہ انہی مخطوطات میں رینگنے والے کرم ہائے کتابی تھے جو اس کمرے میں میری طرح روشنی اور گرمی سے محروم تھے۔

ایک روز میں سر جھکائے کام میں مصروف تھا کہ عجائب گھر کے شعبۂ مخطوطات کے مہتمم میرزا نظام الدین بیگ جام مرحوم؁ اپنے ساتھ دو اصحاب کو لے کر اس سرد خانے میں داخل ہوئے۔ میں ان دونوں کو پہلے سے نہیں جانتا تھا۔ بیگ صاحب نے تعارف کروایا: ''یہ مشفق خواجہ صاحب ہیں اور یہ ڈاکٹر سلیم اختر''۔؁ خواجہ صاحب نے میری ہمت بڑھانے کے لیے فہرست نویسی کی اہمیت پر چند جملے کہے اور عجائب گھر کے چند اہم اور نادر مخطوطات کی طرف میری توجہ دلائی۔ یہ میری خواجہ صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔ اس کا نقش میرے ذہن پر آج ۲۵ سال بعد اس لیے بھی قائم ہے کہ اس سرد خانے میں وہی شخص آ کر ایک ۲۴ سالہ مبتدی نوجوان کی پیٹھ تھپتھپا سکتا تھا جو مخطوطہ شناس، کتاب دوست اور علمی کاموں میں دوسروں کے درد اور دل سوزی میں شریک ہو۔ اس کے بعد خواجہ صاحب سے ایسا نیازمندانہ تعلق قایم ہوا جو ربع صدی کے بعد بھی تازہ بہ تازہ ہے۔ اس استواری میں میری وفاداری سے زیادہ خواجہ صاحب کے اخلاق کریمانہ کا دخل ہے۔

پچھلے پچیس سال میں خواجہ صاحب سے جو تعلق خاطر رہا ہے اور ان سے جو ملاقاتیں کراچی اور اسلام آباد میں ہوئی ہیں، اس کی کیفیت اور تفصیل ان شاء اللہ کسی اور مضمون میں بتاؤں گا۔ یہاں صرف خواجہ صاحب کے خطوط کے حوالے سے بات کرنے کا محل ہے۔

خواجہ صاحب بلا شبہ اِس وقت برصغیر میں اردو زبان و ادب سے متعلق تحقیقی معاملات میں ''مرجع عام'' کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان سے تحقیقی اور ادبی امور پر روزانہ کئی افراد اور ادارے زبانی اور قلمی استفسارات کرتے ہیں اور ان سے مشورہ اور مدد مانگتے ہیں اور راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب کے ہاں اس کام کے لیے کاغذی ڈاک کا نظام بڑی مضبوطی سے قائم ہے۔ اِس دور میں جب کہ فیکس، فون، موبائل فون، ای میل نے روایتی ڈاک کے نظام کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے، خواجہ صاحب باقاعدگی سے سب کو خط لکھتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ وہ شوقیہ خطوط نویسی نہیں کرتے۔ ان کے تمام خطوط یا تو کسی علمی استفسار کا جواب ہوتے ہیں، یا خود وہ اپنے مکتوب الیہ سے کسی علمی معاملے میں کچھ پوچھ رہے ہوتے ہیں یا دیگر کتابی معاملات زیر بحث آتے ہیں۔

خواجہ صاحب صرف اردو زبان و ادب پر مقتدر نہیں ہیں، وہ کلاسیک فارسی ادب کا بھی زور دار مطالعہ رکھتے ہیں اور خاص طور پر فارسی تذکروں پر ان کے رائے، خود فارسی زبان و ادب پر مقتدر لوگوں کی رائے سے زیادہ وزنی ہے۔ میں ۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۹۸ء تک فارسی زبان سے متعلق مختلف ایرانی اداروں سے وابستہ رہا ہوں۔ ۱۹۸۹ سے ۱۹۹۵ء تک تہران میں قیام رہا۔ لامحالہ ان خطوط میں ان اداروں کے حوالے سے اور ایرانی مطبوعات اور فارسی کتابوں کے بارے میں متعدد باتیں آ گئی ہیں۔ میری خواجہ صاحب کے ساتھ ربع صدی کی نیازمندی کی بنیاد فارسی ادب کے معاملات ہیں۔ اس سے خواجہ صاحب کی شخصیت کی جہات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے اور انھیں صرف اردو ادب تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری تہذیب کے قدیم فضلاء کی یہی شان تھی کہ وہ کسی ایک علم یا کسی ایک زبان کے عالم ہو کر نہیں رہ جاتے تھے بلکہ جامع العلوم ہوتے تھے۔ خواجہ صاحب اسی تہذیب کا تسلسل ہیں۔

میرے ذخیرۂ خطوط میں خواجہ صاحب کا پہلا دست یاب خط ۲۲ جولائی ۱۹۷۹ء کو لکھا ہوا ہے۔ میں عجائب گھر، کراچی کے فارسی مخطوطات کی فہرست سازی کر کے جون ۱۹۷۹ء میں اسلام آباد/راول پنڈی واپس آ گیا۔ گویا خواجہ صاحب سے اولین ملاقات کے بعد ہی سلسلۂ مراسلت شروع ہو گیا تھا۔ اس مجموعۂ خطوط کی تدوین کے دوران ان کا آخری خط ۲۹ دسمبر ۲۰۰۴ء کو لکھا ہوا موصول ہوا۔ اس طرح یہ ساٹھ خطوط کا مجموعہ بن گیا ہے۔ امام فخر الدین رازی (۵۴۳۔۶۰۶ھ) نے اپنی کتاب جامع العلوم میں ساٹھ علوم پیش کیے ہیں، اس مناسبت سے اسے ''کتاب ستینی'' بھی کہا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب کے یہ خطوط میرے لیے ''کتاب ستینی'' سے کم نہیں ہیں۔

خواجہ صاحب کی جملہ خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے سے چھوٹوں کا خیال اور لحاظ اس قدر رکھتے ہیں کہ ان کا مخاطب اپنے آپ کو ''بڑا'' محسوس کرنے لگتا ہے۔ میرے نام خواجہ صاحب کے ان ساٹھ خطوط میں مجھے ایک سطر بھی ایسی نظر نہیں آئی جس سے میں نے یہ محسوس کیا ہو کہ خواجہ صاحب نے اپنے علم و دانش اور عمر کی مسلّمہ بزرگی کی آڑ میں مجھے کوئی پند و وعظ کیا ہو۔ میں نے جن معاملات میں اُن سے از خود راہ نمائی چاہی، وہاں بھی انہوں نے ایک ''مشفق'' بزرگ کی طرح دست گیری کی۔ اگر مجھ

سے کسی علمی معاملے میں اختلاف ہوا تو اپنے موقف کا اظہار اس نرمی اور دل پذیری سے کیا کہ مجھے اُن کی بات مانتے ہی بنی۔ (اس کی ایک مثال ارمغان علمی کے مسئلے پر خط ۴۰ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔)

خواجہ صاحب نے تقریباً اپنے ہر خط کا اختتام ''آپ کا خیر اندیش'' لکھ کر کیا ہے۔ یہ ان کے قلم سے نکلا ہوا خطوط نویسی کے روایتی آداب کا کوئی چلتا پھرتا جملہ نہیں ہے، نہ صرف میرے لیے بلکہ سب کے لیے ان کے دل میں ''خیراندیشی'' کا جو جذبہ مسلسل موجزن رہتا ہے، یہ اس کا برمحل اظہار ہے۔ میں نے پچھلے پچیس سال میں خواجہ صاحب سے سوائے خیر اور بھلائی کے اور کچھ نہیں پایا ہے۔

یہ خطوط اُس مراسلت کا حصہ ہیں جو خواجہ صاحب اور میرے درمیان رہی ہے۔ اس مجموعے میں صرف خواجہ صاحب کے خطوط شامل ہیں، میرے پاس انھیں لکھے گئے اپنے خطوط کی کوئی نقل نہیں ہے، ورنہ اسے بھی شاملِ اشاعت کرتا تاکہ زیرِ بحث موضوعات کی پوری طرح وضاحت ہوجاتی۔ اب ناگزیر ہر خط کے اختتام پر کچھ باتوں کی وضاحت مختصر حواشی کے ذریعے کردی گئی ہے۔ تمام خطوط تاریخ وار مرتب کیے گئے ہیں۔ ہر خط پر ایک مسلسل شمارہ ڈالا گیا ہے اور اس کے نیچے اس خط کی تاریخ تحریر لکھی گئی ہے۔ ایک دو خطوں پر تاریخ درج نہیں تھی، وہاں ڈاک خانے کی مُہر سے تاریخ اخذ کی گئی ہے۔ خطوں کی نقل پوری احتیاط سے کی گئی ہے اور ان میں کسی قسم کا تصرّف نہیں کیا گیا، حتیٰ کہ خواجہ صاحب کا رسم الخط بھی نہیں بدلا گیا، اگر وہ ''لیجے'' لکھتے ہیں تو اسے ''لیجے'' ہی نقل کیا گیا ہے۔

میں مشفق خواجہ صاحب کا خاص طور پر ممنون ہوں کہ انہوں نے یہ خطوط شایع کرنے کی اجازت دی۔ کسی معاصر کے خطوط اس کی زندگی میں شایع کرنے میں ایک اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے معاصرین کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کہہ دی ہو جو ان کی دل آزاری کا باعث بنے۔ قارئین دیکھیں گے کہ ان ساٹھ خطوط میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جو کسی معاصر کے خلاف ہو۔ یہ بات خواجہ صاحب کی جملہ خوبیوں پر مزید ہے۔

مرگِ چنین خواجہ نہ کاریست خُرد

''مشفق خواجہ صاحب کا شب دس بجے، ۱۱محرّم الحرام ۱۴۲۶ھ/۲۱فروری ۲۰۰۵ء کو کراچی میں انتقال ہوگیا''۔

یہ خبر اس کاغذ پر چند الفاظ میں سمٹ گئی ہے، لیکن یہ پاکستان میں تحقیق اور اس کی سرپرستی کے ایک پورے عہد کی تاریخ کے ساتھ ساتھ اخلاق، شائستگی اور تہذیب کی اعلیٰ اقدار کی تاریخ بھی تھی جس کا آخری ورق کل رات پلٹ دیا گیا۔

گفت یکی: ''خواجہ سنائی بمُرد''

مرگِ چنین خواجہ نہ کاریست خُرد

یہ مجموعۂ خطوط خواجہ صاحب کی زندگی میں کتابت ہو کر ان کے ملاحظہ کے لیے تیار تھا، لیکن افسوس کہ انھیں دکھانے کی نوبت نہ آسکی۔

خطوط

۱

۱۹۷۹/۷/۲۲

برادرم عزیز ومکرم! سلامِ مسنون

گرامی نامہ مورخہ ۱۹ جون ابھی ابھی موصول ہوا۔ اِس عنایت کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ مزید کرم کہ آپ نے میرے لیے ادارے کی تین کتابیں حاصل کیں۔ اُن میں ایک اور۔ ریاض العارفین[۱] شامل کر لیجیے تو یہ کرم بالائے کرم ہوگا۔

راول پنڈی میں میرے ایک مہربان جناب توصیف تبسم ہیں۔ میں نے انھیں لکھا کہ مذکورہ چار کتابیں آپ سے حاصل کر لیں۔ تبسّم صاحب گورڈن کالج میں استاد ہیں اور اُن کا پتا یہ ہے: ۳۹۱۔ سیکٹر آئی ۹؛ اسلام آباد۔

کراچی میں آپ کی ایک تصویر اُتاری تھی، وہ بھیج رہا ہوں۔[۲]

کراچی میں متعدد نجی کتب خانوں میں فارسی مخطوطات ہیں۔[۳] آیندہ آپ کب تشریف لا رہے ہیں؟

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

میرے لائق کوئی خدمت!

آپ کا مخلص، مشفق خواجہ

۲

۱۹۷۹/۷/۳۱

محترمی ومکرمی! سلامِ مسنون

ابھی ابھی گرامی نامہ ملا۔ اِس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔ توصیف تبسم صاحب اگر اب تک نہ آئے ہوں تو آپ خود ہی زحمت فرمایئے اور تینوں کتابیں بذریعہ رجسٹری مجھے بھیج دیجیے۔ باقی تین کتابیں بھی آپ حاصل کر لیجیے۔ میں اکٹھی چھ کتابوں کی رسید بھیج دوں گا۔ اکٹھی چھ کتابیں ہی آپ رجسٹری کر دیجیے، رجسٹری پر جو رقم خرچ ہوگی وہ میں آپ کو ارسال کر دوں گا۔

اگرچہ اِس صورت میں آپ کو زحمت ہوگی، لیکن میری ایک اہم ضرورت پوری ہو جائے گی، امید ہے آپ اپنی پہلی فرصت میں توجہ فرمائیں گے۔

نومبر میں آپ کی تشریف آوری باعثِ مسرّت ہوگی۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا مخلص، مشفق خواجہ

۳

۱۹۸۰/۵/۵

برادرِ عزیز و مکرّمی! سلامِ مسنون

گرامی نامہ ملا۔ ممنون ہوں۔ آپ کا ایک کام تو کر رہا ہوں۔ میوزیم سے متعلق تراشے کا فوٹو اسٹیٹ ارسال ہے۔ تراشہ بڑا ہونے کی وجہ سے فوٹو اسٹیٹ دو حصوں میں ہوا ہے۔ پہلے دو کالموں کے نیچے کے حصے الگ ہیں۔

گنج شریف[۱] پر تبصرے کے سلسلے میں میں نے انجمن ترقی اردو والوں سے بھی کہا ہے کہ تلاش کریں، اگر مل گیا تو یہ فوراً آپ کو بھیج دوں گا۔ ورنہ اکبر الدین صدیقی صاحب کے جواب کا انتظار کرنا ہوگا۔ مجبوری ہے۔

اگر ہو سکے تو یہ بھی فرمایئے کہ محترم اللہ متوکل محترم کے حالات کہاں ملیں گے؟ کیا اُن کا فارسی دیوان بھی کہیں ہے؟ شعرا کے تذکروں میں تو ان کا ذکر نہیں ملا۔[۲] میں نے محترم توصیف تبسّم کو خط لکھا ہے کہ وہ میرے لیے کتابیں وصول فرمالیں۔ وہ آپ سے ملیں گے۔ از راہِ کرم ادارے کی مطبوعات انھیں عنایت کر دیجیے۔

آپ کا خط آنے پر میں نے کتابوں کو دیکھا، فارسی گویانِ پاکستان اور پیوندہای فرہنگی[۳] نظر نہیں آئیں۔ اگر آپ کے ریکارڈ کے مطابق یہ مجھے بھیج دی گئی ہیں تو ضرور مجھے ملی ہوں گی۔ ممکن ہے کوئی دوست مطالعے کے لیے لے گئے ہوں اور ان پر قبضہ کر بیٹھے ہوں۔

پیر حسام الدین راشدی صاحب سے چند روز بعد ملوں گا اور آپ کی فہرست کی طباعت کے سلسلے میں بات کروں گا۔ سپرنٹنڈنٹ کو لکھنا بے کار ہے، کیوں کہ وہ لوگ ان کاموں کی اہمیت و افادیت سے قطعاً ناآشنا ہیں۔ ایک دوسری صورت بھی ہو سکتی ہے کہ اِس فہرست

کو رری سرچ سوسائٹی آف پاکستان کی طرف سے چھپوا دیاجائے یا مجلّہ ''تحقیق'' (پنجاب یونیورسٹی) میں بالاقساط شایع کرادیا جائے۔ اگر آپ کہیں تو میں ڈاکٹر وحید قریشی کو لکھوں۔[۱۲]

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا مخلص، مشفق خواجہ

۴

۱۹۸۱/۴/۲۷

برادرم عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

اُس روز میوزیم میں آپ سے مختصر ملاقات ہوئی۔ کاش آپ کے پاس وقت ہوتا اور تفصیلی ملاقات ہوتی۔ آیندہ آپ کراچی تشریف لائیں تو کچھ زیادہ وقت یہاں صرف کریں۔ ''گنج شریف'' پر اکبرالدین صدیقی کا تبصرہ ابھی تک نہیں ملا۔ ویسے میں نے احتیاطاً اکبرالدین صدیقی صاحب کو خط لکھ دیا ہے۔ وہ یہ تبصرہ بھیج دیں گے۔ دوسرا تراشہ چند روز میں آپ کو مل جائے گا۔ یہ میرے پاس تھا، لیکن کاغذات میں دب گیا ہے۔ آپ کے لیے متعلقہ اخبار کے دفتر سے منگوایا ہے۔

مرکزِ تحقیقات کی فہرستِ کتب ملی۔ بہت بہت شکریہ۔ میرے پاس مندرجہ ذیل کتابیں نہیں ہیں:

۱۔ فارسی گویانِ پاکستان؛ ۲۔ شعر فارسی در بلوچستان؛ ۳۔ مقدمۂ جواہر الاولیا؛ ۴۔ متنِ جواہر الاولیا؛ ۵۔ پیوند ہاے فرہنگی ایران و پاکستان؛ ۶۔ گرایشہای تازہ در زبان فارسی؛ ۷۔ قران السعدین؛ ۸۔ کلیاتِ فارسی شبلی نعمانی؛ ۹۔ کتاب خانہ ہای پاکستان؛ ۱۰۔ شرح احوال مرزا غالب؛ ۱۱۔ اقبالِ لاہوری و دیگر شعرای فارسی؛ ۱۲۔ کارنامہ و سراج منیر؛ ۱۳۔ کشف الابیات اقبال؛ ۱۴۔ کشف المحجوب؛ ۱۵۔ کلیاتِ عبدالقادر بیدل؛ ۱۶۔ مثنوی مولوی؛ ۱۷۔ نخستین کارنامہ؛ ۱۸۔ فہرست نسخہ ہای خطی، منزوی، دوجلدیں۔

یہاں کراچی میں دو تین ایسے کتب خانوں کا سراغ ملا ہے جہاں فارسی مخطوطات ہیں۔ اب کے آپ تشریف لائیں گے تو میں آپ کو ساتھ لے کر متعارف کرا دوں گا۔

میرے پیش نظر میر محترم اللہ متوکل تخلص محترم کا فارسی دیوان ہے۔ ان بزرگ کی دو اور تصانیف کے نام بھی اِسی مخطوطے پر درج ہیں۔ رسالۂ ناز و نیاز اور صحیفۃ الکرام۔ کیا ان بزرگ

کے بارے میں یا ان کے دیوان کے کسی دوسرے نسخے کے بارے میں آپ کو کچھ معلومات ہیں؟
خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

اس خط کے حاشیے پر احمد منزوی نے یہ ہدایات لکھی ہیں: ''پس از تامین بودجہ فرستادہ شود۔ ۱۰/۲/۵۸ [۱۳اش]، احمد منزوی''۔ یعنی بجٹ ملنے پر کتابیں بھیجی جائیں۔

۵

۱۹۸۱/۸/۱۰

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

جب کوئی آپ کا تازہ علمی کام سامنے آتا ہے تو بے حد خوشی ہوتی ہے۔ ایران اور مصر میں کتب سوزی کا ترجمہ کر کے آپ نے ایک اہم علمی و ملّی ضرورت پوری کی ہے۔ ترجمہ رواں دواں، علمی اسلوب کا حامل ہے۔ مقدّمہ و حواشی میں بہت سی مفید معلومات جمع کی گئی ہیں۔[۱]

آپ کا شان دار علمی مستقبل میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ کی علمی ترقیوں کے لیے دعا کرتا رہتا ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۶

۱۹۸۲/۱۱/۱۵

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

گرامی نامہ ملا۔ اس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔ آپ کی کتاب کے صفحات آج کی ڈاک سے بذریعہ رجسٹری بھیج دیے ہیں۔[۱] آپ کا اچانک چلے جانا کچھ عجیب سا لگا۔[۲] سنا ہے کہ مقتدرہ کی تنظیمِ نو ہو رہی ہے، آج کل میں اعلان ہونے والا ہے۔ اس کے بعد ہی آپ کے لیے کچھ کیا جا سکے گا۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ کراچی میں رہیں۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ریاض العارفین کی دوسری جلد شایع ہو گئی ہے۔ یہ کتاب مجھے مل جائے تو میں پھر اُن علم دوست احباب کے پتے بھیجوں گا جن کو یہ تذکرہ ملنا چاہیے۔

اُن حکیم صاحب کا پتا کیا ہے جن سے آپ نے ملاقات کرائی تھی۔ سوچتا ہوں کسی دن ان کے درِ دولت پر دستک دوں۔۳

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۷

۱۹۸۳/۷/۱۰

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

آج اتفاق سے لاہور کے ''امروز'' میں سیّد شرافت نوشاہی صاحب کے انتقال کی خبر پڑھی۔۱ بے حد صدمہ ہوا۔ ان جیسے لوگ اب پیدا نہیں ہوں گے۔ وہ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے۔ انھوں نے جس لگن اور محنت کے ساتھ علم کی خدمت کی ہے، اس کی مثالیں کم یاب ہیں۔ وہ ہماری تہذیبی اور ثقافتی زندگی کے آخری نمایندے تھے۔ اب اُن جیسے لوگوں کو دیکھنے کے لیے ہم ترسیں گے۔ میں نے مرحوم کو ۱۹۷۶ء میں لاہور (پنجاب یونیورسٹی لائبریری) میں ایک مرتبہ دیکھا تھا۔ ان کا نورانی چہرہ میری آنکھوں میں ہے۔ دوسری مرتبہ کراچی میں ملاقات کا امکان آپ کی شادی پر تھا، لیکن میں بدقسمتی سے حاضر نہ ہو سکا۔۲ آپ کے لیے یہ صدمہ یقیناً ناقابل برداشت ہوگا، لیکن مشیّتِ خداوندی کے سامنے انسان مجبورِ محض ہے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

آپ کا شریکِ غم، مشفق خواجہ

۸

۱۹۸۳/۸/۸

برادرم عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

کل دوپہر کی ڈاک سے آپ کی کتاب موصول ہوئی تھی،۱ اُس وقت سے اب تک اُسی کی ورق گردانی کر رہا ہوں۔ آپ نے علی اصغر حکمت کی کتاب کو اُردو میں منتقل کر کے اردو کی خدمت کی اور مقدّمہ و تکملہ لکھ کر ''جامیات'' میں گراں قدر اضافہ کیا۔ میں تو نئی نسل سے مایوس ہو

چکا تھا، لیکن آپ کے کاموں کو دیکھ کر امید بندھتی ہے کہ شبلی و شیرانی کی روایات زندہ رہیں گی۔ اتنی کم عمری میں اتنے عمدہ کاموں کو دیکھ کر بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ خدا آپ کو چشمِ بد سے بچائے۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے آپ کے بارے میں مفصل گفت گو ہو چکی ہے۔ وہ ۱۵ اگست تک اسلام آباد جائیں گے۔ آپ اُن سے مل لیجے۔ ان شاء اللہ آپ کے لیے گنجایش نکل آئے گی۔۲

کتاب کی کتابت و طباعت بھی بہت عمدہ ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۹

۱۹۸۴/۱/۲۵

برادرِ عزیز و مکرم! اسلامِ مسنون

آپ کی اوّل بہ درجۂ اوّل کام یابی کی اطلاع اخبار میں پڑھی۔۱ بے حد خوشی ہوئی۔ آپ سے اِسی کی توقع تھی۔ میری دعا ہے کہ آپ آیندہ اِسی طرح، اور اس سے بھی بڑی کام یابیاں حاصل کریں۔ کل ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کا فون آیا تھا۔ اُنھیں بھی میں نے اِس کی اطلاع دی۔ وہ بہت خوش ہوئے۔

گذشتہ جمعہ کو آپ نے تشریف لا کر بڑا کرم کیا۔ مگر ملاقات مختصر تھی۔ آیندہ آپ تشریف لائیں تو ذرا وقت نکال کر آئیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

دوسرا خط ازرہ کرم اپنے دفتر میں دے دیجیے۔ شکریہ

پس نوشت:

پیر حسام الدین راشدی مرحوم کے متعلق ایرانی رسائل میں جو کچھ شایع ہوا ہے،۲ اُس کی نقل اگر مل جائے تو کرم ہوگا۔ اس سلسلے میں جو کچھ چھپا ہے، میری نظر سے نہیں گزرا۔ م۔ خواجہ

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۰

۱۹۸۴/۴/۲

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

فہرست نسخہ ہائے خطی کا ایک نسخہ ملا۔ ایسی کتاب دیکھ کر جو خوشی ہوئی، بیان سے باہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اُن اہلِ علم کی کوتاہیوں کا کفارہ ادا کیا ہے، جنھیں اب سے بہت پہلے یہ کام انجام دینا چاہیے تھا۔ آپ نے محنت، لگن اور حوصلہ مندی کی جو مثال قائم کی ہے، اس کے پیشِ نظر میری دعا ہے کہ خدا آپ کو اس قسم کے بے شمار کام کرنے کی توفیق دے۔

ہندوستان میں آپ نے اپنی یہ کتاب اہلِ علم و تحقیق کو ضرور بھیجی ہوگی۔ چند اہم لائبریریوں (علی گڑھ، پٹنہ، رام پور، حیدرآباد دکن وغیرہ) کو بھی بھیجیے۔ اگر آپ فرمائیں گے تو میں ایسے اہلِ علم کے پتے فراہم کردوں گا جن کے پاس یہ کتاب ضرور جانی چاہیے۔

تخلیقی ادب ۲ ہی نہیں، آپ کے لیے کئی اور کتابیں بھی رکھی ہیں۔ جلد ہی بھیجوں گا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۱

۱۹۸۴/۵/۲۲

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

سخت شرمندہ ہوں کہ آپ کے خطوں کا جواب انتہائی تاخیر سے دے رہا ہوں۔ یہ سارا مہینہ مہمانوں کی نذر ہوا۔ بیرونِ ملک سے میرے دو بھائی ایک طویل عرصے کے بعد وطن واپس آئے۔ پھر ہندوستانی ادیبوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ امید ہے اِس صورت حال کے پیشِ نظر آپ میری معذرت قبول فرمائیں گے۔

ڈاکٹر ریاض الاسلام صاحب کے گھر پر میں نے فون کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لندن جا چکے ہیں۔ انجمن ترقی اُردو والوں سے کہہ دیا ہے کہ وہ انجمن کی فہرست مطبوعات آج ہی پوسٹ کر دیں۔ انجمن کے بارے میں بنیادی معلومات تو آپ کو پنجاہ سالہ تاریخ سے مل گئی ہوں گی۔ یہ مخطوطات ۱۹۷۳ء میں حفاظت کے خیال سے میوزیم کو منتقل کیے گئے تھے۔ آپ کے

اُس سوال کا جواب کہ فارسی مخطوطات کیوں جمع کیے گئے جب کہ یہ انجمن اردو کے لیے تھی؟، یہ ہے کہ اُردو کا کوئی کام فارسی کے بغیر نہیں ہوسکتا اور پھر جب کوئی کتب خانہ بنایا جاتا ہے تو اُس میں زبان سے زیادہ موضوع کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ویٹیکن میں پاپائے روم کی لائبریری میں اردو، فارسی اور عربی کے مخطوطات بھی ہیں اور پھر انجمن نے تو فارسی ادب پر کتابیں چھاپی ہیں۔ براؤن کی تاریخ کا ترجمہ، ''شعرالعجم پر تنقید'' وغیرہ۔[۲]

آپ نے کتاب شناسی کے بارے میں رسالہ شایع کرنے کا جو پروگرام بنایا ہے، وہ بہت اچھا ہے،لیکن اِسے پائے دار بنیادوں پر شروع کرنا چاہیے۔ اِس قسم کا رسالہ کوئی علمی ادارہ نکالے تو اچھا ہے۔ویسے نام ''کتاب شناسی'' بھی برا نہیں۔ میں بہ ہرحال ہر ممکن تعاون کے لیے حاضر ہوں۔[۳]

تخلیقی ادب اور چند دیگر کتابوں کا ایک پیکٹ آپ کو آیندہ چند روز میں مل جائے گا۔ وصولی سے مطلع فرمایئے گا۔

ہندوستانی اہلِ علم کے پتوں کی فہرست منسلک ہے۔[۴]

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۲

۱۹۸۴/۱۰/۳۰

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

معذرت خواہ ہوں کہ میں خط نہیں لکھ سکا۔ اِدھر کچھ عرصہ سے مہمانوں کی آمد کی وجہ سے میں کوئی کام معمول کے مطابق نہ کرسکا۔ میرے دو چھوٹے بھائی ایک طویل عرصے کے بعد امریکہ سے آئے تھے۔ پرسوں وہ چلے گئے۔

انجمن کے مخطوطات کی فہرست کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے یہ کام ایسا کیا ہے کہ یادگار رہے گا۔[۱]

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کتاب شناسی کے منصوبے کے بارے میں میں نے ایک خط آپ کو لکھا تھا کہ کام تو بہت اچھا ہے لیکن جب تک چار چھ شماروں کا انتظام نہ ہو جائے، رسالہ جاری نہ کیا جائے۔ اس کے لیے مالی استحکام کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر اکبر حیدری کو بھی میں خط لکھ رہا ہوں۔
مقتدرہ میں کچھ اسامیوں کا اشتہار اخبار میں شایع ہوا تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے کیا سوچا ہے؟

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۳

۱۹۸۶/۲/۱۹

برادرِ عزیز و مکرّم! اسلامِ مسنون

معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو ایک طویل عرصے کے بعد خط لکھ رہا ہوں۔ ہندوستان سے واپس آنے کے بعد ۵۴ دن کی غیر حاضری کی تلافی میں معمولات میں بڑا فرق آ گیا، پھر ۱۵۔۲۰ روز بیماری کی نذر ہو گئے۔

آپ کا رسالہ ''کتاب شناسی'' ملا۔ اسے دیکھ کر بے حد مسّرت ہوئی۔ آپ سے اسی اعلیٰ درجے کے رسالے کی توقع تھی۔ پاکستان میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد کام ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ رسالہ جاری رہے اور اس کے ذریعے پاکستان کی علمی دنیا میں اجالا ہوتا رہے۔

ڈاکٹر کلثوم ابوالبشر صاحبہ سے میری ملاقات بمبئی میں ہوئی تھی اور میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان پہنچتے ہی اُن کی مطلوبہ کتاب ارسال کردوں گا۔ اتفاق سے ڈھاکا کے ایک صحافی زین العابدین مجھ سے جنوری میں ملے تھے۔ میں نے کتاب کا ایک نسخہ انھیں دے دیا کہ محترمہ کو پیش کردیں۔ چند روز ہوئے اُن کا خط آیا ہے کہ کتاب انھیں مل گئی ہے۔ یعنی خود محترمہ کا خط آیا ہے۔

تخلیقی ادب کے دونوں نئے شمارے (۴و۵) آپ کو ملے یا نہیں؟ ان میں مکتبۂ اُسلوب کی کتابوں کے اشتہارات ہیں۔ انھیں دیکھ کر مطلع کیجیے کہ آپ کی دل چسپی کی کون کون سی کتابیں ہیں؟ یہ میں بھیج دوں گا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

شاید مارچ میں آپ سے ملاقات ہو۔ اُس طرف آنے کا ارادہ ہے۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۴

۱۹۸۶/۲/۲۸

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

ایک خط اس سے پہلے کتاب شناسی کی رسید میں لکھ چکا ہوں۔ جس میں یہ بھی عرض کیا تھا کہ محترمہ کلثوم کو عندلیب شادانی والی کتاب مل گئی تھی۔ اُمید ہے میرا یہ خط ملا ہوگا۔

آپ کی عنایت سے کیہان فرہنگی [۱] ملتا رہتا ہے۔ بہت مفید رسالہ ہے۔ اس کے شمارہ ۸ میں مسیر طالبی (مرزا ابوطالب اصفہانی) کا ذکر ہے۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کتاب ایران میں چھپ گئی ہے۔ کیا اس کتاب کو حاصل کرنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ امید ہے آپ اس سلسلے میں میری مدد کریں گے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۵

۱۹۸۶/۶/۱۲

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

"گرامی نامہ ملا" اور "تذکرہ علمائے امامیہ" کا ایک نسخہ بھی۔ [۱] اِن عنایات کے لیے سراپا سپاس ہوں۔

"تحفۃ العالم" کا ترجمہ آپ ہی کریں تو بہت اچھا ہو۔[۲] اس کی کوئی جلدی نہیں۔ جو کام آپ کے ہاتھ میں ہیں، ان سے فارغ ہو جائیے۔ آپ جن کاموں میں مصروف ہیں وہ "تحفۃ العالم" کے ترجمے سے زیادہ اہم ہیں۔

سنگی چھاپے کی فارسی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ کراچی میں ہے۔ کیا اس سلسلے میں کراچی آنے کا ارادہ ہے؟ [۳]

"مذکر الاحباب" کس کا تذکرہ ہے؟ اگر آپ خواجہ بہاء الدین حسن نثاری بخاری کا تذکرہ مرتّب فرما رہے ہیں تو اس کا نام "مذکرِ احباب" ہے۔ (ال کے بغیر) یہ تاریخی نام ہے۔ یہ بھی آپ کے علم ہوگا کہ یہ تذکرہ مدراس سے شایع ہو چکا ہے۔ از راہِ کرم مطلع فرمائیے

کہ کیا آپ اِسی تذکرے کو مرتب فرما رہے ہیں یا کوئی دوسرا تذکرہ پیش نظر ہے؟ ۲؎

اسلام آباد آنے کا کئی مرتبہ ارادہ کر چکا ہوں، ایک مرتبہ تو جہاز میں سیٹ بھی بک کرالی تھی، لیکن کسی نہ کسی سبب سے ارادے اور عمل میں فاصلہ ہی رہتا ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۶

۱۹۸۶/۷/۱۵

برادرِ عزیز و مکرّم! اسلامِ مسنون

بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے ''مسیر طالبی'' سے نوازا۔ خوشی بھی ہوئی اور ندامت بھی۔ خوشی کا سبب تو ظاہر، ندامت اس لیے کہ میں نے آپ کو اور آپ نے نجیب مائل ہروی صاحب کو زحمت دی۔ آج کل یہ سفر نامہ زیرِ مطالعہ ہے۔ روزانہ آپ کے لیے اور مائل صاحب کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

ستمبر میں اسلام آباد آنے کا پروگرام ہے۔ خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔ میرے لائق کوئی خدمت؟

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۷

۱۹۸۶/۱۰/۷

برادرِ عزیز و مکرّم! اسلامِ مسنون

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ بے حد ممنون ہوں۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی یاد میں مجموعۂ مقالات طبع ہو چکا ہے۔ ۱؎ ابھی شایع نہیں ہوا۔ مرتب ہلال احمد زبیری صاحب سے میں نے پوچھا تھا، اُنہوں نے فرمایا صدرِ مملکت اس مجموعے کی رونمائی کریں گے، اِس کے بعد مجموعہ بازار میں آئے گا۔

پچھلے دنوں ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کراچی تشریف لائے تھے، تو زبیری صاحب نے اس کا ایک نسخہ انھیں دیا تھا۔ آپ اُن کے پاس دیکھ سکتے ہیں۔ یہ نسخہ وہ یہاں بھول گئے تھے جو بعد میں میں نے انھیں لاہور میں دیا تھا۔ اس کا علمی معیار اطمینان بخش نہیں ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۸

۱۹۸۶/۱۱/۲۷

برادرِ مکرم! سلامِ مسنون

بڑی مشکل سے متعدد مرتبہ فون کرنے کے بعد ہلال احمد زبیری صاحب سے فون پر گفت گو ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ ایرج افشار کا مقالہ کتاب کے انگریزی حصے میں ہے اور یہ حصہ ابھی ترتیب و تدوین کے مرحلے میں ہے۔

آپ کے ادارے نے ایک ''تذکرہ علمائے امامیہ'' از عارف نقوی شایع کیا ہے۔ اِس کے حصول کی کیا صورت ہو؟

مشہور سفر نامہ ''تحفۃ العالم'' حال ہی میں ایران سے چھپا ہے۔ آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ کیا آپ اُردو میں اس کو منتقل کر دیں گے؟ میں اسے اپنے ادارے کی طرف سے شایع کرنا چاہتا ہوں۔ ترجمے کا جو معاوضہ آپ فرمائیں گے، ادا کر دیا جائے گا۔ ترجمے کے ساتھ ایک جامع مقدمے اور تعلیقات و حواشی سے اِس کی افادیت بڑھ جائے گی۔ یہ کام آپ نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۹

۱۹۸۷/۱/۳

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

کتابوں کا پیکٹ اور گرامی نامہ ملا۔ اس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔ گنجینۂ آذر کی فہرست ایک نہایت مفید کام ہے۔ ابھی ورق گردانی کی ہے، ان شاء اللہ جلد ہی اس کا مطالعہ کروں گا۔

آپ کا سابقہ خط جب ملا تھا تو کراچی میں ہنگامے شروع ہو چکے تھے۔ میں اِس انتظار میں رہا کہ کوئی آنے والا ملے تو ''مذکر احباب'' اس کے ہاتھ بھیجوں۔ ڈاک سے بھیجتے ہوئے ڈر لگتا تھا کہ ضائع نہ ہو جائے۔ چند روز ہوئے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی ڈاکٹر سلطانہ بخش یہاں تشریف لائی تھیں، یہ تذکرہ میں نے اُن کے حوالے کر دیا ہے کہ آپ کو فون پر اطلاع کر دیں۔ یہ آپ اُن سے لے لیجیے۔ ڈاکٹر صاحبہ مقتدرہ کے دفتر میں روزانہ آتی ہیں۔ آپ ان سے وہاں بھی رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ آپ اس کا عکس بنوا کر، بہ احتیاط واپس کر دیجیے گا۔

کراچی کے ہنگاموں میں ہمارے دوست ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری کا مکان اور کتب خانہ جل گیا۔ اس واقعے سے طبیعت بے حد افسردہ ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۰

۱۹۸۷/۱/۱۳

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

میں ایک خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ شکر گزار ہوں۔ مذکر احباب آپ ڈاک سے نہ بھیجیں۔ جب کراچی تشریف لائیں تو ساتھ لے آئیے گا۔ یا مارچ سے پہلے میں اسلام آیا تو لے لوں گا۔

پاکستان میں مخطوطات کی جو فہرستیں چھپی ہیں، اُن کی فہرست میں نے دیکھی۔ شاید ہی کوئی فہرست ہوگی جو آپ کی نظر سے نہ گزری ہو۔ میں اپنے ذخیرے کو دیکھوں گا۔ اگر کوئی نئی فہرست نظر آئی تو مطلع کروں گا۔ اس سلسلے میں میرا ایک مشورہ ہے کہ تحقیقی جرائد میں جو فہرستیں شایع ہوئی ہیں، انھیں بھی آپ اپنی کتاب میں شامل کر لیں۔ [1] مثلاً افکار کے ''برطانیہ میں اردو'' نمبر میں انڈیا آفس کے مخطوطات کی فہرست شایع ہوئی ہے۔ اورینٹل کالج میگزین میں ڈاکٹر سیّد عبداللہ کی ''خزائن المخطوطات'' چھپی تھی۔ بعض غیر مطبوعہ فہرستیں بھی قلمی صورت میں موجود ہیں مثلاً پنجاب یونیورسٹی میں ابوالخیر عبداللہ کی مرتبہ فہرست کا مسودہ موجود ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے اپنے مخطوطات کی ایک فہرست بنائی تھی۔ یہ بھی مذکورہ یونیورسٹی میں ہے۔ محمد اشرف (میوزیم کراچی) کی فہرست کی تیسری جلد کا مسودہ بھی موجود ہے۔ انجمن ترقی اردو (دہلی) کے مخطوطات کی فہرست اردو ادب میں چھپی تھی۔ بنارس یونیورسٹی کے مخطوطات کی فہرست بھی اردو ادب میں چھپی تھی۔ اسی طرح متعدد فہرستوں کا سراغ مل سکتا ہے۔ میری رائے میں پاکستانی فہرست کو آپ ابھی طباعت کے لیے نہ دیں۔ کراچی میں آپ کو مزید مواد مل سکتا ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کراچی تشریف لا رہے ہیں۔ میں منتظر رہوں گا۔

ایک زحمت؛ ڈاکٹر خلیق انجم صاحب (دہلی) کو مثنوی جمالی دہلوی کی ضرورت ہے جو ادارۂ تحقیقات نے شایع کی تھی، مرتبہ راشدی صاحب۔ [2] اس کا ایک نسخہ اگر آپ بآسانی بھجوا سکتے ہوں تو کرم ہوگا۔ خلیق صاحب نے کچھ اور کتابیں بھی منگوائی ہیں۔ ان کے ساتھ مذکورہ مثنوی بھی بھیج دوں گا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۱

۱۹۸۷/۲/۵

برادرِ عزیز و مکرم! سلام مسنون

گرامی نامہ مل گیا تھا۔ ''مثنوی مہر و ماہ'' بھی ملی۔ ان عنایات کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ مارچ کے شروع میں آپ کی آمد کا انتظار رہے گا۔

ڈاکٹر محمد انصار اللہ کی کتاب صہبائی کا نسخہ مل گیا تھا۔ [1] معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کتابوں کا جو پیکٹ مجھے بھیجنا تھا، وہ آپ کو بھیج دیا اور آپ کا جو پیکٹ تھا میرے نام ارسال کر دیا۔ چند روز ہوئے تین نسخے میرے نام سے پیکٹ میں آئے۔ ایک آپ کے لیے، ایک آپ کے ادارے کے لیے اور ایک ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے لیے۔ یہ تینوں میں نے آپ کے نام پوسٹ کر دیے ہیں۔

کبھی موقع ملے تو فارسی زبان میں لکھی گئی آپ بیتیوں کی فہرست بنا دیجے۔ مجھے اس موضوع سے دل چسپی ہے اور کچھ کام کرنے کا ارادہ ہے۔ اِس کے لیے آپ بطورِ خاص تردّد نہ فرمائیں۔ اپنے کام کے دوران کہیں کسی آپ بیتی کا ذکر نظر آئے تو اسے علاحدہ کاغذ پر نوٹ فرمالیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۲

۱۹۸۷/۷/۵

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

بے حد شرمندہ ہوں کہ شریف التواریخ [1] کی وصولی کی اطلاع بہت تاخیر سے دے رہا ہوں۔ اِس دوران میں پریشانیوں اور غیر متوقع مصروفیات کی وجہ سے معمول کے مطابق کوئی کام نہ ہوسکا۔ ۲۳ مارچ کو میرے برادرِ نسبتی کا انتقال ہوگیا۔ یہ میرے اور میری بیوی کے لیے بہت بڑا سانحہ تھا۔ پھر انصار اللہ صاحب آئے۔ چار پانچ دن اُن کی نذر ہوئے اور اب چند روز ہوئے اکرام چغتائی صاحب نے امریکہ سے واپسی پر میرے ہاں قیام کیا۔ غرض کہ ان سب وجوہ سے میں آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ معذرت خواہ ہوں۔

بے حد شکریہ کہ آپ نے ''شریف التواریخ'' جیسی عمدہ کتاب کے حاصل کرنے میں مدد کی۔ اس کی قیمت کا چیک ملفوف ہے۔

ڈاکٹر آفتاب کی کتاب [2] اگر آپ ہی کے ذریعے مل جائے تو کرم ہوگا۔ آپ انھیں خط لکھ دیجے کہ میرے نام وی پی پی کر دیں۔ وہاں میرا کوئی جاننے والا نہیں۔ آپ لکھیں گے تو فوراً عمل ہوگا۔

''تحفۃ العالم'' اور ''کلیاتِ فروغ'' ؎ کا پیشگی شکریہ۔ فہرستِ کتب (فارسی) کا انتظار ہے۔

ڈاکٹر انصار اللہ صاحب کا مضمون گوہر نوشاہی صاحب کے ذریعے مل گیا۔ اس عنایت کا بے حد شکریہ۔

''تحفۃ العالم'' کے ترجمے کا کام ذہن میں رکھیے۔ جب آپ کو فرصت ہو یہ کام کر دیجے۔ طماس نامہ ؎ کا ترجمہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی (دہلی) نے شروع کر دیا ہے۔ ''مسیر طالبی'' کا ترجمہ ڈاکٹر تحسین فراقی کر رہے ہیں۔ اسی نوعیت کی کوئی اور کتاب آپ کے سامنے ہو تو مطلع فرمایئے تاکہ ڈاکٹر سہیل بخاری صاحب سے اس کا ترجمہ کرایا جا سکے۔ اگر آپ فرمائیں تو ڈاکٹر صاحب کو ''تحفۃ العالم'' کا کام دے دیا جائے، آپ کوئی دوسری کتاب ترجمہ کر دیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۳

۱۹۸۷/۵/۲۶

برادرِ مکرّم! اسلام مسنون

''تحفۃ العالم'' بطور ''تحفۃ العارف'' موصول ہوا۔ آپ کا اور آپ کے اس دوست کا بے حد شکریہ جس نے ایران سے یہ کتاب بھیجی۔ ڈاکٹر سہیل بخاری اِسے ترجمہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ کتاب ان کے حوالے کر دی ہے۔

رسید تاخیر سے بھیجنے کا سبب یہ ہے کہ ہم دونوں پریشانیوں کے دائرے سے باہر نہیں نکلے۔ ۲۳ مارچ کو آپ کی بھابھی کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا تھا، ۷ امئی کو ان کی والدہ نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔

آج صبح ظفیر الحسن صاحب ؎ کا فون آیا تھا کہ آپ سے اسلام آباد میں ملاقات ہوئی تھی۔

آپ کے ہاں جو ایرانی کتابیں برائے فروخت ہیں، ان میں سے کم از کم تذکروں کی فہرست مل جاتی تو کرم ہوتا۔

ڈاکٹر آفتاب کی کتاب کے لیے میں نے خط لکھا تھا، جواب نہیں آیا۔ اب آپ ہی مدد کیجیے۔ کسی بااختیار شخص کو ذاتی طور پر لکھیے کہ کتابِ آفتاب مجھے بذریعہ وی پی بھیج دی جائے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۴

۱۹۸۷/۵/۳۱

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

دو تین روز ہوئے ایک خط لکھا تھا جس میں ''تحفۃ العالم'' کی وصولی کی اطلاع دی تھی۔ دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یہ کرم فرمایا۔ ڈاکٹر سہیل بخاری صاحب نے اس کا ترجمہ شروع کر دیا ہے۔

''ارمغانِ علمی'' لے میں ڈاکٹر وحید قریشی کی شخصیت اور کاموں پر صرف ایک مقالہ ہوگا جو ڈاکٹر گوہر نوشاہی لکھیں گے۔ باقی سب مقالات مختلف علمی و ادبی موضوعات پر ہوں گے۔ آپ صداقت کنجاہی کے متفرق کلام پر اپنا مقالہ ضرور بھیجیے۔ اس عنایت کا پیشگی شکریہ۔ ارمغان کے سلسلے میں خاصی کامیابی ہو رہی ہے۔ بہت سے مقالے موصول ہو چکے ہیں اور بہت سے اہلِ علم مقالے لکھ رہے ہیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۵

۱۹۸۷/۹/۱

برادرِ عزیز مکرّم! سلامِ مسنون

میں نے یہاں آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ خالد شمس الحسن صاحب سے فون پر بات کی اور پھر آپ کا خط مع رسالہ بھیج دیا۔ ان شاء اللہ اگلے چند روز میں یہ کام ہو جائے گا۔ جب آپ کو چیک مل جائے تو خالد صاحب کو اپنی دو تین تصانیف تحفۃً بھیج دیجیے گا تا کہ آیندہ کے لیے تعلقات قائم

ہوجائیں۔ایک ایسا ہی خط "پریذیڈنٹ حبیب بنک لمیٹڈ کراچی" کے نام مع رسالہ میرے پاس بھجوادیجے۔ نیز چار پانچ خط بلا نام کے بھجوادیجے تا کہ میں جسے مناسب سمجھوں دے دوں۔ ساتھ ہی کچھ رسالے بھی بھجوادیجے۔کوشش کروں گا کہ آپ کو چند اشتہار اور مل جائیں۔ ؎

میں نے سنا ہے کہ آپ کے ادارے نے خطاطی سے متعلق کچھ کتابیں تقسیم کی ہیں۔ اگر ان میں سے مجھے بھی کچھ عنایت ہوں تو کرم ہوگا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۶

۱۹۸۷/۱۰/۲۵

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

آپ کے ارسال کردہ پانچ رسالے (کتاب شناسی) مل گئے تھے۔ حبیب بنک والوں نے ڈھائی ہزار کا اشتہار منظور کیا ہے۔ امید ہے آپ کو اس کی اطلاع مل گئی ہوگی۔ اس کی رقم اشتہار کی اشاعت کے بعد ملے گی۔ ہمدرد سے اشتہار کے لیے مسعود احمد برکاتی صاحب سے بات کی ہے۔ وہ بھی کچھ دنوں تک اشتہار کی منظوری کرالیں گے۔ اِس کی رقم بھی اشتہار کی اشاعت کے بعد ملے گی۔ دو جگہ اور بھی سلسلہ جنبانی کر رہا ہوں۔ اب آپ رسالے کی اشاعت کی طرف متوجہ ہوں۔ ان شاء اللہ نیشنل بنک اور حبیب بنک کے اشتہارات آپ کو آیندہ بھی ملتے رہیں گے۔

ڈاکٹر عابد پیشاوری صاحب نے آپ کے لیے ایک مضمون بھیجا ہے۔ وہ منسلک ہے۔

ڈاکٹر محمد سلیم اختر کہاں ہیں؟ اسلام آباد میں اُن سے ملاقات ہوئی تھی۔ انھیں میں نے "تاریخ مظفری" کی نقل انھیں کی فرمایش پر بھیجی تھی۔ پھر ایک خط بھی لکھا تھا۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب کے ذریعے کچھ تصویریں بھجوائی تھیں۔ اُن کی طرف سے ان سب چیزوں کی وصولی کی اطلاع نہیں ملی۔ کہیں وہ آسٹریلیا روانہ تو نہیں ہوگئے۔ مجھے "تاریخ مظفری" کی نقل کی طرف سے تشویش ہے، اگر یہ ضایع ہوگئی تو ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ وہ اس کتاب کو مرتب کر رہے ہیں۔

ارمغان علمی کے لیے آپ کا مقالہ اگر جلد مل جائے تو اچھا ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۷

۱۹۸۷/۱۱/۱۱

برادرِ عزیز مکرّم! سلامِ مسنون

میں لاہور آ گیا تھا، پرسوں شام ہی واپس آیا ہوں۔

آپ کی یاد دہانی پر بالآخر ڈاکٹر سلیم اختر صاحب کا خط آ گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے جو قلمی کتاب انھیں بھیجی تھی، وہ بہ حفاظت ان تک پہنچ گئی۔

آپ نے خطاطی سے متعلق جو کتابیں مجھے بھیجی تھیں، ان کی وصولی کی اطلاع آپ کو فوراً دے دی تھی۔ شاید میرا خط آپ کو نہیں ملا۔ اب مکرّر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آج ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب سے دورانِ گفت گو معلوم ہوا کہ ادارۂ تحقیقات کی مطبوعات انھیں نہیں ملتیں۔ فہارسِ مخطوطات کی انھیں ضرورت ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ان کا نام اعزازی فہرست میں درج کرادیں۔ جالبی صاحب مقتدرہ کے صدر نشین کی حیثیت سے اسلام آباد آئیں گے۔ میں نے آپ کا ذکر کیا ہے۔ وہ آپ سے ملیں گے۔ ڈاکٹر جالبی صاحب کا پتا یہ ہے: ڈی۔۲۶، بلاک بی، نارتھ ناظم آباد، کراچی

ہمدرد والوں کے اشتہار کی کارروائی ہو رہی ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۸

۱۹۸۷/۱۲/۱۴

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

''ارمغانِ علمی'' کے لیے آپ کا مقالہ مل گیا تھا۔ بے حد ممنون ہوں۔ معذرت خواہ ہوں کہ رسید بھیجنے میں تاخیر ہوئی۔ پچھلا پورا مہینہ مہمانوں کو خوش آمدید کہتے اور ان کی خدمت میں مصروف رہنے میں گزر گیا۔ بڑے شہر میں رہنے کی سزا بھی بڑی ہوتی ہے کہ آدمی اپنی زندگی اپنی مرضی سے بسر نہیں کرسکتا۔ کاش میں اپنی زندگی کے باقی دن کسی ایسے شہر میں گزار سکوں جہاں کوئی ملنے جلنے والا نہ ہو۔

گوہر نوشاہی صاحب کو بھی خط نہیں لکھ سکا۔ ملاقات ہو تو میرا سلام کہیے۔ ان کی بیگم مرحومہ کی کتاب مجلسِ ادبیاتِ مشرق کی طرف سے چھپ رہی ہے! اس ماہ کے آخر تک کتابت مکمل ہو جائے گی۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۲۹

۱۹۸۸/۷/۳۱

برادرِ مکرّم! سلام مسنون

ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کل یہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ مذکر احباب اُن کے ہاتھ بھیجا ہے۔ یہ آپ اُن سے لے لیجیے۔ تاخیر کا سبب یہ ہوا کہ میں یہ تذکرہ ڈاک سے نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔ برادرم ظفیر الحسن صاحب کے ہاتھ بھیجنے کا ارادہ تھا، لیکن جس روز وہ روانہ ہو رہے تھے، اُس روز میرے پاس کوئی شخص نہ تھا جو ان کے گھر تذکرہ پہنچا دیتا۔ آپ کے کام کے سلسلے میں جو تاخیر ہوئی اُس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

بہت عرصے سے آپ کے ادارے کی کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے کلیاتِ سعدی کا کوئی نہایت عمدہ ایڈیشن چھاپا ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

اگر ممکن ہو تو تذکرہ ظفیر الحسن صاحب کے ہاتھ واپس بھیج دیجیے۔ شکریہ

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۰

۱۹۸۸/۱۰/۱۶

برادرِ مکرّم! سلام مسنون

گرامی نامہ ملا اور کتابیں بھی۔ ان گراں قدر تحفوں کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ صداقت کنجاہی کے منتشر اشعار کو یک جا کر کے آپ نے بڑی اہم خدمت انجام دی ہے۔! خدا آپ کو خوش رکھے اور اس قسم کے مزید کاموں کی توفیق دے۔

میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ ایران جا چکے ہوں گے، چوں کہ شہر میں کرفیو نافذ تھا، اِس لیے کراچی میں ٹھہرے نہ ہوں گے، لیکن اب صحیح صورتِ حال معلوم ہوئی۔ اب کب تک تشریف آوری ہوگی؟ فہرستِ مشترک پاکستان کی میرے پاس صرف پہلی جلد ہے۔[۲] از راہِ کرم ۲، ۳، ۴ بھی عنایت فرمائیں۔ جلد ہشتم بھی کسی طرح حاصل کریں تاکہ یہ سیٹ مکمل ہو جائے۔

مکتبۂ اسلوب کی نئی فہرست چھپی ہے۔ ممکن ہے آپ کی پسند کی کوئی کتاب ایسی ہو جو آپ کے پاس نہ ہو۔ اسے دیکھ لیجے اور مطلوبہ کتابوں سے مطلع کیجیے۔

ایک زحمت دے رہا ہوں۔ ڈاکٹر محمد سلیم اختر کو میں نے ایک خط لکھا تھا اور ایک پیکٹ کتابوں کا بھیجا تھا۔ ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ معلوم نہیں کیا بات ہے؟ میں ان کی مرتبہ کتاب کلمات الصادقین کا ترجمہ کرا رہا ہوں۔[۳] اس ترجمے کا نمونہ بھی بھیجا تھا اور ان کی رائے طلب کی تھی۔ انھیں بھی باہر جانا تھا۔ معلوم نہیں اُس سلسلے میں کیا ہوا؟

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۱

[ڈاک مہر ۲۹/۱۰/۱۹۸۸]

برادرِ مکرّم! سلام مسنون

پچھلے دنوں ایک خط لکھا تھا، امید ہے ملا ہوگا۔ یہ خط ایک ضروری کام سے لکھ رہا ہوں۔ ایک سلسلے میں آپ کے کوائف کی ضرورت ہے۔ تاریخ پیدائش، تعلیم اور علمی کاموں کی تفصیل۔ ممکن ہو تو کتابوں کی فہرست کے ساتھ ساتھ مقالوں کی فہرست بھی ارسال فرمایئے۔ آپ کے جلد جواب کا منتظر رہوں گا۔

پچھلے خط میں میں نے لکھا تھا کہ میرے پاس فہرست کی کون کون سی جلدیں نہیں ہیں۔ یہ کمی ضرور پوری کرا دیجے۔ ممنون ہوں گا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۲

۱۹۸۸/۱۱/۱

برادرِ مکرّم! سلامِ مسنون

ابھی ابھی گرامی نامہ ملا اور آپ کے کوائف بھی۔ اس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔ حیرت ہے کہ آپ کو میرا ۱۶/ ۱۰ اکتوبر کا خط نہیں ملا۔ اس میں مَیں نے فہرست مشترک اور صداقت کنجاہی سے متعلق کتاب کی وصولی کی اطلاع دی تھی۔ نیز یہ عرض کیا تھا کہ آپ نے مجھے فہرستِ مشترک کی صرف پہلی جلد بھیجی تھی۔ میرے پاس مندرجہ ذیل جلدیں نہیں ہیں: ۲، ۳، ۴، ۸۔ آپ لکھتے ہیں کہ جلد ہشتم ختم ہوگئی ہے میرے لیے کسی طرح حاصل کیجے۔

مذکورہ خط کے ساتھ میں نے مکتبۂ اُسلوب کی نئی فہرست بھیجی تھی اور یہ لکھا تھا کہ جو کتاب آپ کے پاس نہ ہو، وہ منگوا لیجے۔ یہ بھی عرض کیا تھا کہ ڈاکٹر محمد سلیم اختر صاحب کہاں ہیں؟ میں نے انھیں ایک خط لکھا تھا اور دو کتابیں بھیجی تھیں۔ اُن کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ اگر ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہو تو یاددہانی کرادیجے۔ میں ''کلمات الصادقین'' کا اُردو ترجمہ کر رہا ہوں۔ ترجمے کا نمونہ انھیں رائے کے لیے بھیجا تھا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

☆☆☆

[مشفق خواجہ صاحب کا ایک لفافہ جس پر ۲ اگست ۱۹۸۹ کی مہر لگی ہے، میرے پاس محفوظ ہے، لیکن اس کے اندر کوئی تحریر موجود نہیں ہے، غالباً گم ہو چکی ہے۔ عارف نوشاہی]

۳۳

۱۹۸۸/۱۱/۱۴

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

فہرست کی تینوں جلدیں مل گئیں۔ اس عنایت کے لیے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آٹھویں جلد ضرور تلاش کیجیے۔

مکتبۂ اُسلوب کی مطلوبہ کتابیں الگ پیکٹ سے ارسالِ خدمت ہیں۔ اس پیکٹ میں ''غایۃ الامکان'' کے دو نسخے ہیں۔ ایک دوسرا ڈاکٹر محمد سلیم اختر صاحب کے لیے ہے۔

ادارۂ یادگارِ غالب کے رسالہ غالب کے بھی دو شمارے ہیں۔ دوسرا بھی اُنھیں کے لیے ہے۔ چند صفحات فوٹوسٹیٹ کے بھی اس پیکٹ میں ہیں۔ یہ بھی ڈاکٹر محمد سلیم اختر صاحب کو دے دیجے گا۔ منسلکہ خط بھی اُنھیں کے لیے ہے۔ یہ احتیاط میں اِس لیے کر رہا ہوں کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو مئی کے مہینے میں ایک پیکٹ رجسٹری سے بھیجا تھا، اور ایک خط عام ڈاک سے۔ دونوں اُنھیں نہیں ملے۔ زحمت دہی کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۴

۱۹۹۱/۸/۳

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

امید ہے معین الدین عقیل صاحب نے میرا پیغام پہنچا دیا ہوگا۔ احتیاطاً میں بھی عرض کر رہا ہوں۔ میری ایک عزیزہ پروین معین الدین ہیں۔ اُن کی ایک عزیزہ بیگم رضیہ شبیر صاحبہ آج کل تہران میں ہیں۔ لے رضیہ صاحبہ، سفیرِ ہند در ایران حامد صاحب کی خواہرِ نسبتی ہیں اور اُنھیں کے گھر میں مقیم ہیں۔ اگر آپ میرے لیے رضیہ صاحبہ کو کتابیں دے دیں اور یہ کہہ دیں کہ یہ پروین معین الدین کے لیے ہیں تو پروین صاحبہ یہ کتابیں مجھ تک پہنچا دیں گی۔ رضیہ صاحبہ سے میرا تعارف نہیں ہے، اس لیے آپ رضیہ صاحبہ کو یہ کتابیں پروین صاحبہ کے لیے ہی دیجے گا۔ ہاں اگر وہ پوچھیں کہ آپ پروین صاحبہ کو کیسے جانتے ہیں، تب میرا حوالہ دے دیجے گا۔ رضیہ صاحبہ ۱۵ اگست تک تہران میں رہیں گی۔ ویسے آپ پہلے فون کر کے اُن سے رابطہ قائم کر لیجے اور پوچھ لیجے کہ اُنھیں کتابیں کب تک پہنچائی جائیں۔ سفیرِ ہند کے مکان کا فون نمبر معلوم کرنا مشکل نہ ہوگا۔

رضیہ صاحبہ جتنی کتابیں لا سکیں ان کے حوالے کر دیجے گا۔ بہتر ہوگا کہ ''ریحانۃ الادب'' کا مکمل سیٹ اور والہ کا تذکرہ ضرور حاصل کر لیا جائے۔

خضر نوشاہی صاحب یکم اگست سے میرے ہاں کام کر رہے ہیں۔ ہمدرد والوں سے میری بات ہوئی تھی۔ اگلے ہفتے خضر صاحب کی حکیم محمد سعید صاحب سے ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد فیصلہ ہوگا۔ امید ہے کہ یہ کام جلد ہی ہو جائے گا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۵

۱۹۹۴/۴/۶

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

۲۷ مارچ کی رات کو آپ کے دولت خانے پر جو وقت گزرا، اُسے اگر میں اپنا حاصلِ سفر کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ ۱ آپ نے اور آپ کے اہلِ خانہ نے جس طرح ہم دونوں کی پذیرائی کی۔ وہ ایک یادگار واقعہ ہے۔ سب کی خدمت میں ہم دونوں کی طرف سے شکریہ اور درجہ بدرجہ سلام و دعا پیش کر دیجے۔

آپ کا کتب خانہ اگرچہ مختصر ہے، لیکن کتبِ حوالہ کے اعتبار سے نہایت جامع اور بیش قیمت ہے۔ افسوس کہ وقت کی کمی کی وجہ سے میں اسے پوری طرح نہ دیکھ سکا۔ آپ نے جو قیمتی کتاب تحفۃ عطا کی، ۲ اس کے لیے بھی سراپا سپاس ہوں۔

کراچی واپس آیا تو ڈاک کے ذریعے ڈاکٹر سید حسن عباس کے بھیجے ہوئے یہ دو تذکرے ملے: ۱۔ ''تذکرۂ مرآت الفصاحہ'' از شیخ مفید داور با تصحیح ڈاکٹر محمود طاووسی ۲۔ ''تذکرۂ شاعرانِ کرمان'' از ڈاکٹر حسین بہزادی۔

خدا کرے آپ سب خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۶

۱۹۹۶/۱/۲۳

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

اسلام آباد میں چند گھنٹے آپ کے ساتھ بہت اچھے گزرے۔ آپ سے ملاقات کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی نئی بات کان میں پڑتی ہے۔ اب کے تو نئی چیز آنکھوں کے سامنے بھی آئی۔ ''انیس الاحبا'' کے مخطوطات کے عکس دیکھ کر خوشی ہوئی۔ یہ نادر تذکرہ ضرور چھپنا چاہیے اور کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اس کی تدوین کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیں۔ اس تذکرے میں دو شاعر تو ایسے ہیں جن پر میرے مفصل مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ جعفر علی حسرت اور جسونت سنگھ پروانہ۔ ایک درجن کے قریب شاعر ایسے

ہیں جن کے متعلق ضروری یادداشتیں میرے پاس ہیں۔ باقی شاعروں کے بارے میں بھی میرے کتب خانے میں بہت کچھ ہے۔ بعض کے بارے میں تحقیقی مقالے ہیں اور بعض کے دیوان بھی موجود ہیں۔ آپ متن کی تصحیح کا کام مکمل کر کے کچھ دنوں کے لیے کراچی آ جائیں، حواشی لکھنے کے لیے نوے فی صد ضروری مآخذ میرے کتب خانے میں مل جائیں گے۔ [۱]

آپ کا ارسال کردہ رجسٹری پیکٹ مل گیا ہے۔ اس میں ''انیس الاحبا'' کے شاعروں کی فہرست بھی ہے۔ بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے میری خاطر یہ زحمت گوارا کی۔ اِس کا بھی شکریہ کہ آپ نے ''ارمغانِ علمی'' کی اشاعت کی صورت پیدا کر دی۔ میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کو خط لکھ رہا ہوں کہ وہ آپ سے رابطہ کریں۔ اس ''ارمغان'' میں کچھ مقالے فارسی ادب کے بارے میں بھی ہونے چاہییں، جو آپ کی توجہ سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر علی رضا نقوی [۲] اور دیگر اہلِ علم جو آپ کے شہر میں ہیں، انھیں متوجہ کیجیے۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اس ارمغان کے مرتبین میں آپ کا نام بھی شامل ہونا چاہیے کہ اس سے ارمغان کے وقار میں اضافہ ہوگا۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے چند روز قبل بات ہوئی تھی، آپ کی تجویز سے وہ بہت خوش ہوئے۔

پروفیسر محمد اسلم صاحب کو میں نے آپ کا خط بھیج دیا ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ ''ثلاثہ غسالہ'' کے کم از کم چھ نسخے آپ کو تبصرے کے لیے بھجوا دیے جائیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۷

[ڈاک مہر ۱۹۹۶/۶/۲۶]

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

پچھلے دنوں ایک صاحب کچھ مخطوطے فروخت کرنے کے لیے لائے تو اُن میں سے مندرجہ ذیل دو مجھے اس لائق نظر آئے کہ خرید لیے جائیں۔ آخری فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کا مشورہ چاہتا ہوں:

۱۔ ''رشحات عین الحیات'' از فخر الدین علی صفی، سالِ کتابت ۹۹۶ھ (۹ ذی الحجہ)، اوراق ۲۸۱، مخطوطہ اچھی حالت میں اور مکمل ہے۔
۲۔ رسالہ (اورادو وظائف) از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، اوراق ۱۶۸، کتابت ۸ محرم ۶۳۰ھ (گویا حضرت شیخ ؒ کی زندگی کا مخطوطہ)، مخطوطہ مکمل ہے۔ کتابت بھی نہایت عمدہ ہے۔ پہلا مخطوطہ تو آپ کے موضوعِ تحقیق سے خاص الخاص تعلق رکھتا ہے۔ ۱۔ از راہ کرم مطلع فرمایے کہ اگر یہ مخطوطے خریدے جائیں تو کس حد تک رقم ادا کی جاسکتی ہے؟

آج کل برادرم خضر نوشاہی تو آپ ہی کے پاس ہوں گے۔ ملاقات ہو تو میرا سلام کہیے گا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۸

۱۹۹۶/۷/۱

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

مذکرا حباب کے مطلوبہ صفحات کا عکس منسلک ہے۔

خضر نوشاہی صاحب آئے تھے۔ اُن سے آپ کی خیریت معلوم ہوئی۔ انھیں سے اِن صفحات کا عکس بنوایا ہے۔

دونوں مخطوطے ابھی میری تحویل میں ہیں۔ مالک خاصی بڑی رقم مانگ رہا ہے۔ دیکھیے کتنے میں فیصلہ ہوتا ہے۔

پروفیسر علی رضا نقوی صاحب سے میرا سلام کہیے اور یہ بھی بتا دیجے کہ تقریباً ہر روز وہ یاد آتے ہیں، کیوں کہ ان کی ڈکشنری سے استفادہ کرتا رہتا ہوں اور یہ میرے سامنے ہر وقت موجود رہتی ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۳۹

۱۹۹۶/۱۰/۲

برادرِ عزیز و مکرّم! اسلامِ مسنون

مجھے اندازہ تھا کہ سے می نار سے بچ کر نکلنا آپ کے لیے مشکل ہوگا۔ا یہ ہی غنیمت ہے کہ آپ سے فون پر بات ہوگئی۔

"ارمغانِ وحید" کے سلسلے میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب نے آپ کو خط لکھا ہے، اس کی نقل مجھے بھیجی ہے۔ از راہِ کرم مطلع فرمایئے کہ آپ نے کن کم زور مضامین کو چھانٹ دیا ہے اور باقی مضامین جو شاملِ کتاب ہوں گے، کون کون سے ہیں؟ میرے پاس کچھ مضامین رکھے ہیں، آپ کا خط آنے کے بعد وہ ارسال کردوں گا۔ ڈاکٹر مختار الدین کا مضمون تو ضرور شامل ہوگا۔ یہ "خطوط ممتاز حسن بنام دوار کا داس شعلہ" ہے۔

حکیم محمد موسیٰ امرت سری نے پنجاب یونیورسٹی کو جو ذخیرہ کتب دیا ہے اس کی فہرست (جلد اوّل) کل ہی آئی ہے۔ اسے دیکھ رہا تھا کہ نظر دو "کتابوں یادوں کے مینار اور نئے چراغ" پر ٹھہر گئی جو آپ نے رانجھا صاحب کے اشتراک سے لکھی ہیں۔ پہلی کتاب تو ساہن پال کے بارے میں معلوم ہوتی ہے، دوسری کا موضوع واضح نہیں۔ آپ اپنی ہر کتاب مجھے بھیجتے ہیں، حیرت ہے کہ یہ کتابیں آپ نے عنایت نہیں کیں۔ ۲ اگر آپ کے لیے اِن کتابوں کو بھیجنا ممکن نہ ہو تو ناشر سے کہیے وہ ان کا ایک ایک نسخہ قیمتاً بھجوادے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۰

۱۹۹۶/۱۰/۱۷

برادرِ عزیز و مکرّم! اسلامِ مسنون

آپ کا خط ملا۔ یاد فرمائی کے لیے ممنون ہوں۔ ڈاکٹر سلیم اختر صاحب سے یہ طے ہوا تھا کہ وہ غریب خانے پر تشریف لائیں گے۔ سو وہ آئے اور اُن کے ساتھ طویل نشست رہی۔ آپ سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے۔ شاید اس کی تلافی کی صورت نکل آئے۔ اس ماہ کے آخر میں لاہور جاؤں گا، ممکن ہے اسلام آباد جانے کی گنجایش بھی نکل آئے۔

آپ نے جو مضامین روکے ہیں، اُن کے سلسلے میں گزارش ہے ۱ کہ مضامین کے انتخاب میں کئی باتوں کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اعلیٰ علمی معیار تو بنیادی شرط ہے ہی،لیکن لکھنے والے کا نام بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کا مضمون اس لیے شامل ہونا چاہیے کہ وہ ہمارے ادب کا ایک اہم نام ہیں۔ دوسرے اُن کا مضمون ایک اہم ادبی وتنقیدی موضوع پر ہے، چوں کہ ہم لوگ (میں، آپ اور دیگر ......) بنیادی طور پر تحقیق کے آدمی ہیں، اس لیے ذرا تنقیدی مضامین پر نظر کم ٹھہرتی ہے۔ کتاب میں کسی مضمون کی شمولیت کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ مضمون کے موضوع سے اُس شخصیت کا تعلق ہو جس کی خدمت میں ارمغان پیش کیا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کی نفسیات اور اس حوالے سے فلسفے سے وابستگی رہی ہے۔ وہ نفسیاتی دبستانِ تنقید سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِس بنا پر قاضی قیصر الاسلام کا مضمون کتاب میں شامل ہونے کے لائق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ ان کی کتاب کا ایک باب ہے، مگر کتاب شایع نہیں ہوئی۔ دوسرے یہ مضمون اپنی جگہ مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اگر مضمون کے آخر میں کتاب کا حوالہ ہے تو اسے حذف کر دیجیے۔ کتاب میں کسی مضمون کی شمولیت کا ایک معیار یہ بھی ہے کہ ہم نے جن لوگوں کو مضمون لکھنے کی دعوت دی، یہ سوچ کر دی کہ وہ اس کتاب کے لیے مضمون لکھنے کے اہل ہیں۔ عبدالقوی دیسنوی اور ابوالکلام قاسمی سے فرمایش کر کے مضامین منگوائے گئے تھے۔ اب جب یہ مضامین ارمغان میں شامل نہ ہوں گے تو انھیں افسوس ہوگا۔ میری ان گزارشات پر غور فرمائیے۔

جو مضامین اس دوران میں چھپ چکے ہیں، ان کے روکے جانے سے مجھے اتفاق ہے، لیکن اُن کی اشاعت کا سبب ارمغان کا ایک طویل مدت تک معرضِ التوا میں رہنا ہے۔ اِسی التوا کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ ہمارے تین مضمون نگار مفتی محمد رضا فرنگی محلی، شانتی رنجن بھٹا چاریہ اور ڈاکٹر سہیل بخاری چل بسے۔ خدا باقی مضمون نگاروں کو سلامت رکھے۔ مطبوعہ مضامین میں سے رشید حسن خان اور علی جواد زیدی کے مضامین کے لیے میں سفارش کروں گا کہ ان دونوں کو ضرور شامل کیا جائے۔ یہ ادب کے بڑے نام ہیں اور اِن سے مجموعے کی ادبی وعلمی حیثیت میں اضافہ ہوگا۔

اِس خط کے ساتھ میں مندرجہ ذیل تین مضامین بھیج رہا ہوں:

۱۔ تفہیمِ غالب [از] شان الحق حقی؛

۲۔ شالامار [از] اکبر حیدری کاشمیری؛

۳۔ ممتاز حسن کے خطوط شعلہ کے نام، مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین احمد

ڈاکٹر مختار الدین احمد کے مضمون کا، کاغذ کی بوسیدگی کی وجہ سے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے کمپوزنگ کے لیے یہ مسودہ نہ دیجیے گا۔ اس کا فوٹوسٹیٹ بنوا لیجے۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی کو تقاضے کا خط لکھ رہا ہوں۔

اپنے وہ مضامین جن کو آپ مجھ سے چُھپانا چاہتے ہیں، میں انھیں ضرور دیکھنا چاہوں گا۔ اِس لیے آپ بلا تأمل بھیج دیجے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

پس نوشت: یہ امر ملحوظِ خاطر رہے کہ کتاب کے کچھ نسخے ہندوستانی کتب خانوں اور اہلِ علم کو بھی تحفتہً دینے ہوں گے۔ نیز ایک ایک نسخہ اُن حضرات کو بھی دینا ہوگا جن کے نام مجلسِ مشاورت میں شامل ہیں۔ اخبارات و رسائل میں تبصروں کے لیے بھی چند نسخے درکار ہوں گے۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۱

۱۹۹۶/۱۲/۱۱

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

لاہور میں ۱۲ روز گزار کر میں واپس آ گیا، بہت اچھا وقت وہاں گزرا۔ خوب ملاقاتیں ہوئیں اور بہت سی ہندوستانی مطبوعات خریدیں۔ اسلام آباد کا بھی پروگرام تھا، مگر بعض تقریبات کی وجہ سے کراچی ۲۸ نومبر تک واپس آنا ضروری تھا۔ اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو اسلام آباد میں آپ سے ملاقات ہو جاتی۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر تحسین فراقی سے ارمغان کے سلسلے میں بات ہوئی۔ کتاب کا بڑا حصّہ کمپوز ہو چکا ہے۔ میں نے تاکید کی ہے کہ کتاب بہ ہر حال اگلے دو ماہ میں ضرور شایع ہو جائے۔

گوہر نوشاہی صاحب سے فون پر بات ہوئی تھی۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک مضمون جلد بھیج دیں گے۔ آج ہی انھیں خط بھی لکھا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب نے کتاب کے سرورق کا مسودہ دکھایا۔ میں نے اس میں معمولی سی ترمیم کی ہے۔ "استادِ گرامی" ایران میں رائج ہوگا۔ ہمارے ہاں اِس کا رواج نہیں۔ "تحقیقی" مَیں نے حذف کر دیا ہے کہ "علمی و ادبی" میں یہ مفہوم بھی آ جاتا ہے۔ یہ مسودہ بھیج رہا ہوں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۲

۱۹۹۷/۱/۱۳

برادرِ عزیز و مکرّم! سلام مسنون

میرے حال پر آپ کی جو عنایات رہتی ہیں، اُن کا تصور کرتا ہوں تو خوشی بھی ہوتی ہے اور شرمندگی بھی۔ خوشی کا سبب تو ظاہر ہے، شرمندگی اِس کی ہے کہ سلسلۂ کرم یک طرفہ ہے، میں آپ کے کسی کام نہ آسکا۔ تازہ ''عنایت تذکرہ المعاصرین'' کے لیے بے حد ممنون ہوں۔ میں نے ابھی اس کی ورق گردانی کی ہے اور پہلا تاثر یہ ہے کہ معصومہ سالک نے بڑی محنت سے یہ تذکرہ مرتّب کیا۔ مقدّمہ و تعلیقات دونوں سے اُن کی محنت ظاہر ہے۔ یہ صاحبہ کون ہیں؟ غالباً پاکستانی ہیں کہ نام کی ساخت سے یہ ہی ظاہر ہوتا ہے۔ [۱]

پچھلے دنوں یہ اطلاع ملی تھی کہ تفہیمی صاحب کی ''فرہنگِ اصطلاحاتِ علومِ ادبی'' شایع ہوگئی ہے۔ آپ مرکز کی مطبوعات بھجواتے رہتے ہیں، امید ہے یہ کتاب بھی آپ کی عنایت سے مل جائے گی۔ [۲]

آپ کا خیال درست ہے ارمغانِ وحید کا فروری میں شایع ہونا بہت مشکل، بل کہ ناممکن ہے۔ ہمارے دونوں دوست اپنے اپنے کاموں میں ایسے اُلجھے ہوئے ہیں کہ اِس کام پر پوری توجہ نہیں کرسکتے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۳

۱۹۹۷/۲/۱۳

عزیز مکرّم، ! سلامِ مسنون

آپ کی توجہ اور عنایت سے ''فرہنگِ اصطلاحاتِ علومِ ادبی'' موصول ہوئی۔ بے حد ممنون ہوں۔ میں نے فرہنگ کی ورق گردانی کی ہے، کام بہت عمدہ ہے۔ اردو میں اس نوعیت کی کوئی فرہنگ نہیں ہے کہ جس میں بے شمار ایسی اصطلاحات ہوں جو صرف فارسی سے مخصوص ہوں۔ فارسی مثالوں کے ساتھ ساتھ اگر اردو مثالیں بھی درج کی جاتیں تو کتاب کی افادیت کا دائرہ وسیع ہو جاتا مگر یہ کام تو کسی اردو والے ہی کو کرنا چاہیے۔ ایک زمانے میں انجمن ترقی

اردو کی طرف سے اس نوعیت کا کام شروع کیا گیا تھا تو صرف بحر الفصاحت (نجم الغنی) سے تین ہزار کے قریب اصطلاحیں دست یاب ہوئی تھیں۔

مرکزِ تحقیقات فارسی اگرچہ فارسی زبان سے متعلق ادارہ ہے، لیکن اِس کے ذریعے اردو کو بھی فائدہ پہنچ رہا ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۴

۱۹۹۸/۱۰/۲۹

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

میں ۲۱ اکتوبر کو کراچی واپس آیا اور دو دن بعد آپ کا گرامی نامہ ملا۔ ممنون ہوں۔ اب کے آپ سے اسلام آباد میں نہایت مختصر ملاقات رہی۔ بہ ہر حال یہ بھی غنیمت ہے کہ آپ کو دیکھ لیا۔ آپ کی مطلوبہ کتاب آپ کی نذر کرتا ہوں۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ نے نوادر[الالفاظ] اور غرایب[اللغات] کو یک جا کر دیا ہے۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں طویل غلط نامہ تھا۔ دوسرے ایڈیشن میں غلط نامے کے مطابق تصحیحات کر دی گئی ہیں۔ ۱؎

اسلام آباد میں میرے پاس بہت کتابیں جمع ہو گئی تھیں۔ میں نے یہ کتابیں اور اشرف کے کلام کا مسودہ گوہر نوشاہی صاحب کو دے دیا تھا کہ ڈاک سے بھجوا دیں۔ انھوں نے سب کتابیں بھیج دیں مگر مسودہ نہیں بھیجا۔ انھیں خط لکھ رہا ہوں۔ آپ بھی ان سے کہیے کہ مسودہ بھیج دیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر مسودے کے ساتھ مقدّمہ بھی مل جائے تا کہ صفحات کا تخمینہ کر کے ایک پورا شمارہ اِس کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ ۲؎

ایک زحمت دے رہا ہوں۔ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی نے کچھ عرصہ ہوا اپنے رسالے فکر و نظر کا مخطوطات نمبر شایع کیا تھا۔ میں نے ادارے کو خط لکھا تھا مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ مجھے اس نمبر کی ضرورت ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ادارے میں اپنے کسی جاننے والے سے یہ کہہ دیں کہ مجھے یہ نمبر وی پی پی سے بھیج دیا جائے یا پھر مجھے قیمت اور ڈاک خرچ سے مطلع کیا جائے اور میں یہ رقم بھیج دوں اور اس کے بعد رسالہ مجھے رجسٹری سے بھجوا دیا جائے۔

حکیم محمد سعید صاحب کے سانحے سے طبیعت بڑی اُداس ہے۔کیسا آدمی تھا اور کس طرح ہم سے جدا کر دیا گیا!

خدا کرے آپ مع متعلقین خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۵

۱۹۹۸/۱۲/۲

برادرِ عزیز و مکرم! سلامِ مسنون

فکر و نظر کا مخطوطات نمبر بھی ملا اور خط بھی۔ اِن عنایات کے لیے بے حد ممنون ہوں۔ قیمت آپ نے کیوں ادا کر دی: یہ رسالہ وی پی سے آجاتا تو بہتر تھا۔ بہ ہر حال آپ کا یہ قرض بہ وقتِ ملاقات ادا کر دوں گا۔

''ارمغان'' کی ایک جھلک لاہور میں دیکھی تھی۔ ہاشمی صاحب کا خط آیا ہے کہ وہ کتاب بھیج رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ کام بہ تاخیر سہی، پورا ہوا۔ کاش کتاب کا کاغذ اچھا ہوتا۔ ڈاکٹر وحید قریشی اِس کے علمی معیار سے خوش ہیں۔ آپ لوگوں نے، خصوصاً آپ نے اس کی تدوین و اشاعت میں جو کوشش کی اس کے لیے وہ سب لوگ آپ کے ممنون ہیں جو ڈاکٹر وحید قریشی کو عزیز رکھتے ہیں۔

گوہر نوشاہی صاحب نے کلامِ اشرف کا مسودہ بھیج دیا ہے۔رسالہ اردو کے زیرِ طبع شماروں سے فرصت ملتے ہی، اِس مسودے کو کمپوزنگ کے لیے دے دوں گا۔

''معارضۂ آرزو و حزین'' از رام سہائے انور رسالہ معاصر میں چھپا تھا۔ ان شاء اللہ جلد ہی ارسال کروں گا۔

کیا آپ نے کالج میں کام شروع کر دیا؟ ۱؎

قومی زبان میں ہی نہیں، انجمن کی دوسری مطبوعات میں بھی کتابت کی غلطیاں بہت ہوتی ہیں۔ افسوس کہ اب پڑھے لکھے ذمہ دار کارکنوں کا قحط ہے۔ ۱؎

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۶

۱۹۹۸/۱۲/۳۰

عزیزِ مکرّم، سلامِ مسنون

آپ کے مطلوبہ مضمون "معارضۂ حزین و آرزو" کا عکس بھیج رہا ہوں۔ [۱] تاخیر کا سبب یہ تھا کہ رسالہ اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ لائبریری کے کارکن کی غلطی سے بعض دوسری کتابوں کے ساتھ غیر متعلق جگہ پر رکھ دیا گیا تھا۔ تاخیر سے آپ کو جو زحمت ہوئی، اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

گوہر نوشاہی صاحب کہاں ہیں؟ دفتر سے تو وہ رخصت پر ہیں۔ ملاقات ہو تو میرا سلام کہیے گا اور یہ بھی کہ تابش دہلوی صاحب کو اُن کی کتابوں کی وصولی کی اطلاع ضرور دیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۷

[ڈاک مُہر ۱۹۹۹/۸/۲۸]

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو ایک عرصہ بعد خط لکھ رہا ہوں۔ اِس دوران بعض خاندانی تقریبات کی وجہ سے غیر معمولی مصروفیت رہی۔ ایک طویل عرصے بعد میرے تین بھائی بیرونِ ملک سے آئے، زیادہ وقت اُنھیں کے ساتھ گزرا۔ نتیجہ یہ کہ معمول کے مطابق کوئی کام نہ ہو سکا۔

محمد اشرف نوشاہی کے کلام کا مقدمہ مل گیا تھا۔ ان شاء اللہ اصل متن کے ساتھ یہ اردو میں شایع ہوگا۔ رسالہ اردو کی اشاعت میں سخت ناہمواری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ادارے میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو فارسی تو کیا، اُردو بھی جانتا ہو۔ نتیجہ یہ کہ کام آگے نہیں بڑھ رہا۔ بہ ہرحال کوشش میں ہوں کہ کلامِ نوشاہی جلد چھپ جائے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کا خط کل ہی موصول ہوا۔ یہ آپ کو بھیج رہا ہوں۔ چینی خطاطی سے متعلق مضمون بہت معلوماتی ہے۔ [۱] قومی زبان میں اسے شایع کرنا ضائع کرنے

کے مترادف ہوگا۔ اُردو کا حال آپ کو معلوم ہو ہی چکا۔ اِسے ''غالب'' میں شایع کردوں گا۔
آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ادارۂ یادگارِ غالب کا جریدہ ہے اور ایک اچھا معیار رکھتا ہے۔
مطربی کے دونوں تذکرے ایران سے میرے لیے ضرور منگوا لیجیے۔[۲] نیکی اور پوچھ پوچھ۔ ایران سے جب بھی کوئی تذکرہ شایع ہو، میرے لیے منگوالیا کیجیے۔ یہ مجھ پر احسان ہوگا۔ اِس سلسلے میں جتنی رقم درکار ہو، مطلع فرمایئے۔ فوراً بھیج دوں گا۔
شمع محفلِ سخن از عبداللطیف الطاف [کذا: الطف] حسینی کے لیے میری کوششیں اب تک جاری ہیں۔ مایوسی نہیں ہوئی۔ یہ متعلقہ لائبریری میں موجود ہے اور کتابوں کے ڈھیروں میں گم۔[۳]
افتخار عارف صاحب نے کمال عترت کا ایک نسخہ مجھے بھیج دیا ہے۔ یہ بہت عمدہ کام ہوگیا ہے۔ مقدّمے میں آپ نے کئی غلط فہمیوں کو دور کر دیا ہے۔ حیرت ہے کہ شیرانی صاحب سے اتنی بڑی غلطی ہوگئی![۴]
''انیس الاحبا'' کی تدوین کا کام کس مرحلے میں ہے؟ یہ تذکرہ بھی اب چھپ جانا چاہیے۔ اِدھر میرے پاس چند قلمی لغات آئی ہیں۔ جب آپ کراچی آئیں گے تو دکھاؤں گا کچھ اور مخطوطات بھی دست یاب ہوئے ہیں۔
خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۸

۱۹۹۹/۱۰/۴

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون
مکتوبِ گرامی مؤرخہ ۲۵ ستمبر موصول ہوا۔ ممنون ہوں۔ فرمان صاحب کی کتاب اگر قیمتاً درکار ہے تو کسی اور کو لکھیے، میں تو تحفتہً ہی پیش کرسکتا ہوں۔ ۹ [اکتوبر] کو اسلام آباد پہنچ رہا ہوں۔ یہ کتاب لیتا آؤں گا۔[۱]
''شمع محفلِ سخن'' کے لیے سال ڈیڑھ سال سے کوشاں ہوں، مگر یہ گوہرِ مراد ہاتھ نہیں آتا۔ ایک مرتبہ پھر کوشش کر رہا ہوں۔ اس کا عکس مل گیا تو یہ بھی لیتا آؤں گا۔
چینی خطاطی والا مضمون عن قریب قومی زبان میں شایع ہوگا۔

اسلام آباد کی نیشنل لائبریری میں مخطوطات بھی ہیں۔کیا آپ نے انھیں دیکھا ہے؟ اس سلسلے میں آپ سے گفت گو ہوگی۔ ۲ے

اسلام آباد میں حسبِ معمول گوہر نوشاہی صاحب کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیجیے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

فارسی تذکروں کے لیے پیر حسام الدین راشدی صاحب مرحوم کا کتب خانہ ضرور دیکھیے۔ ۳ے

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۴۹

۱۹۹۹/۱۱/۵

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

میں لاہور سے ۱۱۹ کتوبر کو واپس آیا تو میرے سامانِ سفر میں معدے کی تیزابیت بھی تھی جس کی وجہ سے دس بارہ روز ضایع ہوگئے۔اسی لیے میں یہ خط خاصی تاخیر سے لکھ رہا ہوں۔

میں بے حد ممنوں ہوں کہ آپ نے ازراہِ مسافر نوازی دو نہایت عمدہ تذکرے عنایت کیے ۱ے اپنی ضرورت کی چیز دوسرے کے حوالے کر دینا، ایثار کا نادر پیرایہ ہے۔آپ سے مل کر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔اِسی لیے میں آپ سے ملنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔امید ہے گوہر نوشاہی صاحب سے فرمان صاحب کی کتاب آپ کو مل گئی ہوگی۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۰

۱۹۹۹/۱۱/۲۹

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

آپ کا خط ملا اور سیّد شرافت نوشاہی صاحب مرحوم کا سفر نامۂ اوچ۔ ۱ے ان عنایات کے لیے بے حد ممنون ہوں۔ میں نے یہ سفر نامہ اوّل تا آخر پڑھ ڈالا۔ بے حد دل چسپ اور معلوماتی روزنامچہ ہے۔سب سے اہم بات جس نے مجھے بہت متاثر کیا یہ ہے کہ مرحوم نے کتنی تکلیفیں اُٹھائیں اور کیسے متوکّلانہ انداز میں وہاں اپنے روز و شب بسر کیے۔ ان کا علمی

ذوق وشوق اور سادہ سے بھی کم درجے کا رہن سہن ویسا ہی تھا جیسا ہمارے اسلاف کا پڑھنے اور سننے میں آیا ہے۔ ہم آج اس اندازِ حیات کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ یہ بھی دل چسپ بات ہے کہ مرحوم نے اس پُر مشقت زندگی کے آلام کو اپنے مزاج کی شگفتگی پر حاوی نہ ہونے دیا۔ اِسی وجہ سے روزنامچے میں جعفر زٹلی کے اشعار اور دوسرے شاعروں کے دل چسپ شعر بھی ملتے ہیں۔ افسوس کہ اُنھیں کتب خانے سے مستفید ہونے کا پوری طرح موقع نہیں مل سکا۔ معلوم نہیں اب اِس کتب خانے کا کیا حال ہے؟ میں نے سنا تھا کہ جب محکمۂ اوقاف نے بزرگوں کے مزاروں کو اپنی تحویل میں لیا تو اوچ کے مجاوروں نے کتب خانے کو زمین میں دفن کر دیا تا کہ کوئی اِس پر قبضہ نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ کتب خانہ بھی اُس انجام سے دوچار ہوا جس سے زمین میں دفن کی جانے والی ہر چیز ہوتی ہے

۲۵ نومبر کو عزیز ہوشنگ نامی ایک ایرانی کا فون آیا کہ وہ میرے لیے ایران سے ایک کتاب لائے ہیں۔ دوسرے روز میں نے چپراسی کو اُن کا قیام گاہ (ہوٹل سروان) بھیجا۔ انھوں نے مطربی کا تذکرۃ الشعراء عنایت کیا جو تہران سے سیدہ چاند بی بی نے بھیجا تھا۔ عزیز ہوشنگ نے چپراسی کو ایک ڈاکٹر کا نسخہ دیا اور کہا کہ اس میں درج دوائیاں بازار سے خرید کر انھیں دے دی جائیں جو وہ چاند بی بی کے لیے لے جائیں گے۔ ۲۷ نومبر کو میں نے اس نسخے میں درج دوائیں خرید لیں اور چپراسی کے ہاتھ عزیز ہوشنگ صاحب کو بھجوا دیں۔ نسخے میں درج تمام دوائیں دستیاب نہ ہوئیں جو مل سکیں ان کی قیمت ساڑھے تین سو روپے کے قریب تھی۔ کتاب پر قیمت تین ہزار تومان درج ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مزید کتنے روپے مجھے ادا کرنے ہوں گے۔ از راہِ کرم مطلع فرمایئے تا کہ یہ رقم آپ کو پیش کر سکوں۔

آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ ہی کے توسط سے یہ مفید اور اہم تذکرہ دست یاب ہو سکتا تھا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

حاشیے پر: اکتوبر ۱۹۹۴ء میں مَیں نے بھی اوچ کی سیاحت کی تھی۔ میرے ساتھ ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر (اورینٹل کالج، لاہور) اور پروفیسر سیّد سعید احمد مرحوم (استادِ فارسی گورنمنٹ کالج، بہاول پور) تھے۔ وہاں عمارات اور افراد کی حالت دیکھ کر افسوس ہوا تھا۔ ہیروئن کا نشہ کرنے والوں کے ہجوم ہر طرف نظر آتے تھے۔

تذکرۂ مطربی کے آخر میں کتابیات میں فرہنگ شعرائے فارسی گوی شبہ قارہ از شمیم فردوس (اوری اینٹل کالج، لاہور) کا حوالہ نظر سے گزرا۔ کیا یہ کتاب مطبوعہ ہے یا کوئی غیر مطبوعہ مقالہ ہے جو ایم۔اے کے لیے لکھا گیا ہو؟ ۲

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۱

۱۹۹۹/۱۲/۳۱

برادرِ عزیز و مکرّم، ! سلامِ مسنون

آپ کا گرامی نامہ مل گیا تھا۔ جو ایرانی میرے لیے کتاب لے کر آیا تھا۔ اس کا نام عزیز ہوشنگ ہے۔ اس نے میرے چپراسی کو کتاب دی تھی اور ڈاکٹر کا نسخہ بھی دیا تھا جس پر دواؤں کے نام درج تھے۔ مجھے اتنا یاد ہے کہ یہ نسخہ اسلام آباد کے کسی ڈاکٹر نے لکھا تھا اور مریضہ کا نام ''مسز'' کے ساتھ لکھا تھا جو مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن یہ یقین ہے کہ چاند بی بی نہیں لکھا تھا۔ ''مسز'' کے بعد شوہر کا نام تھا۔ ممکن ہے چاند بی بی صاحبہ نے اس ایرانی سے کہا ہو کہ وہ یہ دوائیں خرید لائے، مگر اُس نے اِس کام کے لیے میرا انتخاب کیا۔ بہ ہر حال جو ہوا سو ہوا، اِس ''نقصان'' کا میں ذمہ دار ہوں۔ آپ نے تذکرے کی خریداری کے لیے یہ رقم چاند بی بی صاحبہ کو دی تھی، اس کی ادائی مجھ پر فرض ہے، لہٰذا مطلع فرمائیے۔ ۱

آپ کو معلوم ہے کہ حسرت موہانی اپنے رسالے اردوئے معلٰی میں شعرا کے حالات لکھا کرتے تھے۔ ان کا ارادہ ایک تذکرہ شائع کرنے کا تھا، جو کتابی صورت میں کبھی شایع نہیں ہوا۔ چند تراجم ڈاکٹر احمر لاری نے گورکھ پور سے شایع کیے تھے۔ اب شفقت رضوی صاحب نے نہایت محنت سے تمام تراجم جمع کر کے کتابی صورت میں شایع کیے ہیں۔ اگر آپ کو اس سے دل چسپی ہو تو یہ کتاب پیش کر سکتا ہوں۔ اس میں آپ کے کام کی بات یہ ہے کہ بعض ایسے شعرا کے تراجم بھی ہیں جو اُردو کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی شعر کہتے تھے۔ شعرائے اردو کے تذکروں پر بہترین کام ڈاکٹر حنیف نقوی (بنارس یونیورسٹی) کا ہے۔ حال ہی میں نظرِ ثانی کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن شایع ہوا ہے جو خاصا ضخیم ہے۔ ۲

حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب کے انتقال کا بے حد افسوس ہے۔ یہ میری بدقسمتی کہ ان سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ جب بھی لاہور جاتا تھا، یہ سوچ کر جاتا تھا کہ ان سے ملوں گا۔ مگر خدا کو یہ منظور نہیں تھا۔

میں ہندوستان میں مندرجہ ذیل کتب خانوں کو کتابیں بھیجتا ہوں: ۱۔ خدا بخش، پٹنہ (سید وصی احمد بلگرامی کی یاد میں)؛ ۲۔ رضا لائبریری (ڈاکٹر شوکت سبزواری کی یاد میں)؛ ۳۔ انجمن ترقی اردو، دہلی (ابن انشا کی یاد میں)؛ ۴۔ علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری (مولوی عبدالحق کی یاد میں) ۵۔ ادارۂ ادبیاتِ اردو حیدرآباد دکن (مرزا ظفر الحسن کی یاد میں)۔ اِس کام کا کوئی خاص نظم نہیں ہے، جب کچھ کتابیں جمع ہو جاتی ہیں تو بھیج دیتا ہوں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۱۹۹۹ء کا آخری دن

۵۲

۲۰۰۰/۶/۱۲

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

ایک عرصے سے آپ سے رابطہ نہیں ہے۔ کوتاہی میری ہے کہ میں صحت اور بیماری کی آنکھ مچولی میں مصروف رہا۔ گزشتہ اکتوبر میں جب اسلام آباد آیا تھا، اس وقت جو طبیعت خراب ہوئی تو وقفوں وقفوں سے یہ شغل اب تک جاری ہے۔ اپریل کے وسط میں جھنڈیر چلا گیا تھا۔ پانچ چھ روز وہاں گزارے۔ لاہور سے بعض دوستوں (ڈاکٹر تحسین فراقی وغیرہ) کو بلا لیا تھا۔ یہ دن اچھے گزر گئے۔ اب تو یہ لائبریری خاصی باثروت ہو گئی ہے۔

آپ کو حسرت موہانی کا ''تذکرۃ الشعرا'' بھی نہ بھیج سکا۔ سو اب بھیجتا ہوں۔ امید ہے یہ کتاب آپ کو پسند آئے گی۔

ایران سے کوئی تذکرۂ شعرا شایع ہوا؟ ضروری نہیں کہ انسان ہر کتاب حاصل کر سکے، لیکن اشاعت کی اطلاع بھی مل جائے تو غنیمت ہے۔

تہران [کذا:قم] کے مرکزِ ترجمۂ قرآن مجید کی رپورٹ میں اُردو تراجم کا جو تذکرہ ہے، اُس کے بارے میں اگر آپ ایک نوٹ لکھ دیں تو اِسے قومی زبان میں شایع کیا جاسکتا ہے۔ واقعی یہ اُردو زبان کا اعزاز ہے کہ قرآن شریف کے سب سے زیادہ تراجم اردو زبان میں ہوئے ہیں۔

شدید گرمی کی وجہ سے آج کل کام کی رفتار بے حد سست ہے۔ کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ سنا ہے کہ آپ کے ہاں بھی اب شدید گرمی پڑ رہی ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

(اس خط کے ساتھ خواجہ صاحب کا مرحمت فرمودہ ان کے دست خط کے ساتھ مولانا حسرت موہانی کا تذکرۃ الشعرا بھی موصول ہوا۔)

۵۳

۲۰۰۲/۴/۱۲

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

آپ کا مرتبہ کلامِ اشرف نوشاہی رسالہ اردو کے ایک شمارے میں مکمل طور پر شایع کیا جارہا ہے۔ اس کا پُروف آپ کے ملاحظے کے لیے ارسال ہے۔ از راہِ کرم اِسے پڑھ کر غلطیوں کی نشان دہی کر دیجے۔ یہ احتیاط اِس لیے کی جارہی ہے کہ متن قدیم ہے اور اس میں نامانوس الفاظ کثرت سے ہیں۔ آپ اسے دیکھیں گے تو غلطیوں کا امکان نہیں رہے گا۔ متن کی اسی ''نامانوسیت'' کی وجہ سے ارمغانِ سیّد عبداللہ میں یہ شامل نہیں کیا جاسکا۔ ویسے بھی یہ مقالہ اردو ہی میں شایع ہوگا تو مناسب رہے گا۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۴

۲۰۰۳/۳/۲۱

عزیز مکرّم! سلامِ مسنون

بے حد شرمندہ ہوں کہ میں نے آپ کو خط نہیں لکھا اور نامۂ بہارستان کی رسید بھی نہیں بھیجی۔ [1] دراصل اس سارے عرصے میں میری طبیعت ناساز رہی۔ لکھنے پڑھنے کے کام معطل رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب پہلے سے بہتر ہوں۔

آپ کے مطلوبہ مخطوطات ڈاک سے بھیجنے میں کئی اندیشے ہیں۔ کوئی ایسا شخص بھی نہیں ملا جو اسلام آباد جا رہا ہو اور اس کے ہاتھ بھیج دیتا۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ میں خود جب آؤں گا تو ساتھ لیتا آؤں گا۔ البتہ ایک زحمت آپ کو کرنا ہوگی۔ اگر آپ نے مطلوبہ مخطوطات کے نام نوٹ کر رکھے ہوں تو مطلع فرمائیے۔ یہ تو یاد ہے کہ آپ نے اپنے مطلوبہ مخطوطات ایک لفافے میں رکھ دیے تھے۔ اب دیکھتا ہوں تو ایک جیسے کئی لفافے ہیں۔ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کون سا لفافہ اپنے ساتھ لاؤں۔

اسلام آباد جلد آنے کا پروگرام بن رہا ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کی گورننگ باڈی کے اجلاس میں شرکت کرنی ہے۔ یہ اجلاس اپریل میں ہوگا۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

حاشیے پر: انجمن کے دفتر فون کر کے میں نے صورت حال معلوم کی۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ رسالے کی اشاعت میں ایک ماہ کی مدّت درکار ہے۔

خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۵

۲۰۰۳/۱۰/۴

برادرِ عزیز و مکرّم! اسلامِ مسنون

بے حد شرمندہ ہوں کہ آپ کے کئی خطوں کا جواب واجب ہے۔ اِس دوران میری طبیعت بے حد خراب رہی، آٹھ دس دن تو میں ایک دوسری جگہ، سمندر کے کنارے جا کر رہا اور مکمل طور پر آرام کرتا رہا۔ بہ ہرحال اب یہ ہی لیل و نہار ہیں۔ کام کرنے کا وقت آیا تو بیماریوں نے گھر دیکھ لیا۔ دعا کیجیے کہ صورتِ حال بہتر ہو۔

اِدھر آپ بے اختیار یاد آئے۔ دانش کے تازہ شمارے میں گلچین معانی پر آپ کا مضمون دیکھا۔ اِ اس کا علمی حصہ تو مفید ہے ہی، فاضل موصوف سے متعلق یادداشتیں بھی بہت دل چسپ ہیں، لیکن آپ نے خاصے اختصار سے کام لیا ہے۔ یہ بیان کچھ اور وسعت کا متقاضی تھا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ مشاہیرِ ایران سے متعلق اپنی یادداشتیں اُردو میں لکھیں۔ اردو والوں کے لیے یہ ایک نئی چیز ہوگی۔ گلچین معانی سے ایک زمانے میں میری خط

کتابت بھی رہی ہے۔ قاقشال کے تذکرے کے بارے میں معلومات میں نے ہی فراہم کی تھیں۔ انھوں نے اپنی تذکروں والی کتاب مجھے عنایت کی تھی۔ ۲ اِسی مضمون سے معلوم ہوا ڈاکٹر علی رضا نقوی آپ کے اُستاد تھے۔ اب نقوی صاحب کہاں ہیں؟ ایک زمانے میں اُن سے بھی یاد اللہ تھی۔ آخری رابطہ اُن سے ۱۹۹۶ء میں ہوا تھا جب انہوں نے از راہِ کرم فرہنگ جامع کا ایک نسخہ عنایت فرمایا تھا۔ افسوس کہ موصوف ادبیات کو چھوڑ کر مذہبیات کی طرف نکل گئے۔ اپنی اصل جگہ رہتے تو شاید زیادہ کام کرتے۔

واقعاتِ تفضّل کا جو صفحہ آپ نے بھیجا ہے یہ ہی میرا مطلوبہ تھا۔ اب آپ اسے بڑا کر کے ارسال فرمایئے۔ کرم ہوگا۔ ۳

خانۂ فرہنگ کے لیے معرّبات کے دس نسخے بھجوادیے گئے تھے۔ ۴ اُمید ہے مل گئے ہوں گے۔ اُمید ہے کلامِ اشرف اور رسالہ اردو بھی آپ کو مل چکا ہوگا۔

اسلام آباد آنا ہوا تو ان علمی نوادر کی زیارت کروں گا جو آپ ایران سے لائے ہیں، لیکن مضامینِ عارف ۵ کا میں یہیں امیدوار ہوں۔

آپ ایران کے علمی اسفار کا حال بھی لکھ دیا کیجے۔ اِس طرح کتابوں سے متعلق بہت سی معلومات دوسروں تک پہنچ سکتی ہیں۔

برادرم تحسین فراقی کو سودا کے رسالے عبرت الغافلین کی ضرورت تھی۔ یہ الگ کتابی صورت میں شایع نہیں ہوا۔ غالب نامہ کے سودا نمبر میں ہے۔ یہ رسالہ میں نے تحسین صاحب کو بھیج دیا ہے۔ اب آپ زحمت نہ فرمائیں۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۶

۲۰۰۳/۱۰/۱۶

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

گرامی نامہ ملا۔ اس سے پہلے منی آرڈر اور واقعاتِ تفضّل کا مطلوبہ صفحہ مل چکا ہے۔ ان عنایات کے لیے ممنون ہوں۔ منی آرڈر کی باقاعدہ رسید ادارے کی طرف سے آپ کو ملے

گی۔ ہمارے نام نہاد علمی اداروں کی حالت اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ وہاں سوائے حرام خوری کے کچھ نہیں ہوتا۔ تقریباً ایک ماہ پہلے مجھے بتایا گیا کہ کلامِ اشرف آپ کو بھیجا جا چکا ہے۔ میں مطمئن ہو گیا۔ آپ کا خط آنے پر معلوم کیا تو پتا چلا کہ پارسل پوسٹ نہیں کیا گیا، بنا رکھا ہے۔ لاحول ولا۔ آج آدمی کو بھیجا ہے یہ پارسل گڈز ٹرانسپورٹ سے روانہ ہوگا۔ تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

گلچین معانی کے دو ایک خط میرے پاس ہیں، وہ میں جلد ہی ارسال کروں گا۔

خطوط کی حفاظت کے متعلق آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ [1] ہندوستان میں تو انجمن ترقی اُردو میں خطوط کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں زیادہ تشویش اس لیے ہے کہ میرے پاس پچاس ہزار سے زیادہ خطوط ہیں۔ یہ خطوط میرے نام ہیں، والد صاحب کے نام ہیں اور اُن اہلِ علم کے نام ہیں، جنھوں نے اپنے ذاتی کاغذات مجھے عنایت کیے۔ میں اپنی لائبریری کا ایک ٹرسٹ بنانے کی فکر میں ہوں تاکہ میرے بعد بھی یہ سرمایہ اہلِ علم کے کام آتا رہے۔ دعا فرمایئے مجھے اس میں کام یابی ہو۔ ٹرسٹ بن جائے تو کئی احباب بھی اپنے کتب خانے اِس میں شامل کرنے پر آمادہ ہیں۔ اِسی میں ایک گوشہ حفاظتِ خطوط کا بھی ہوگا۔ میرے پاس جن مشاہیر کے خطوط ہیں اُن میں اقبال، قائدِ اعظم، سرسید، حالی، محمد حسین آزاد، سید سلیمان ندوی، مولانا دریا آبادی جیسے اکابر بھی شامل ہیں۔ مالک رام، ڈاکٹر سیّد عبداللہ اور مختار الدین احمد جیسے اہلِ ادب کے سیکڑوں خطوط ہیں۔ صرف مالک رام کے چار سو سے زیادہ خطوط ہیں۔

مجھے ذرا اپنی صحت کی طرف سے اطمینان ہو جائے تو تبصرۂ کتب سے متعلق رسالے کی طرف توجہ کروں گا۔ [2]

کراچی میں فارسی والوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ آپ کے بغیر یہ کانفرنس بے مزہ رہی ہوگی۔ آپ آتے تو میرا فائدہ بھی ہوتا کہ ملاقات ہو جاتی۔ اب عید کے بعد میں اسلام آباد آؤں گا تو ان شاء اللہ ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۷

۲۰۰۴/۶/۲۶

برادرِ عزیز و مکرم! اسلامِ مسنون

آپ سے ایک عرصے سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ قصور میرا ہی ہے اور میں بھی مجبور تھا۔ نومبر۰۳[۲۰]ء میں مجھ پر بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ چار ماہ تک میں اپنے گھر سے دور ایک دوسری جگہ مقیم رہا۔ اب خدا کا شکر ہے کہ میں بڑی حد تک صحت یاب ہوں اور معمول کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہوں۔

اِس وقت ایک خاص مقصد سے زحمت دے رہا ہوں۔ پسرور کے ایک شاعر تھے فتح دین گُل کار یا گل کار۔ اُن کا اُردو دیوان یہاں ایک صاحب کے پاس ہے۔ وہ اُن کے حالات جاننا چاہتے ہیں۔ اب تک صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ ۱۹۲۱ء میں اَسّی سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے۔ شاعر کے ایک بھائی فضل دین تھے۔ فضل دین کے بیٹے کا نام حکیم شیر علی تھا اور یہ ۱۹۷۳ء تک حیات تھا۔ پسرور میں اگر کوئی آپ کا جاننے والا ہو تو اس سے کچھ حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ لے اور ہاں ایک اہم بات یہ کہ گل کار کا تعلق شاید قادیانی گروہ سے تھا۔

میرے مخطوطات کس حال میں ہیں؟ اسرار الخط پر اپریل ۱۹۶۳ء کے شمارے میں ایک بہت اچھا مضمون چھپا تھا۔ اسی مخطوطے پر جو نئی دہلی کے نیشنل میوزیم میں ہے۔ یہ مضمون وائی۔ کے۔ بختیاری نے لکھا ہے جو اِسی میوزیم کے ڈپٹی کیپر تھے۔ اس میں کئی اوراق کے عکس بھی ہیں۔ کیا یہ مضمون آپ کی نظر سے گزرا ہے؟

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

حاشیے پر: شاید اگست کے پہلے ہفتے میں اسلام آباد آوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۸

۲۰۰۴/۷/۱۶

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ شکر گزار ہوں۔

اسرارالخطیر مضمون اسلامک کلچر، حیدر آباد دکن میں چھپا تھا۔ اس کا عکس منسلک کررہا ہوں۔ خدا بخش [لائبریری] جرنل میں جو مضمون چھپا تھا، وہ اس کے مقابلے پر کچھ نہیں۔

مخطوطات کے بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ کوئی پیش کش ہو، تو میں رائے دے سکتا ہوں۔

میں ۳ اگست کو اسلام آباد آرہا ہوں۔ چار پانچ روز قیام کا ارادہ ہے۔ قیام اکادمی ادبیات کے مہمان خانے میں ہوگا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میری صحت پہلے سے بہت بہتر ہے۔

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

۵۹

۲۰۰۴/۱۲/۸

برادرِ عزیز و مکرّم! سلامِ مسنون

گرامی نامہ مورخہ ۴ دسمبر موصول ہوا۔ اس عنایت کے لیے ممنون ہوں۔

گل کار کے متعلق آپ کا گرامی نامہ مل گیا تھا اور میں نے شکریے کا خط بھی لکھ دیا تھا۔ افسوس کہ میرا خط ڈاک میں ضائع ہوگیا۔ ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

''مجمع النفائس'' کی جو تلخیص آپ نے شایع کی ہے، ۱ مجھے نہیں ملی۔ بل کہ مجھے اس کا علم ہی نہیں، ہوتا تو میں خط لکھ کر طلب کرتا۔ افسوس کہ یہ تحفہ ڈاک میں ضائع ہوگیا۔ تحفے کو دوبارہ طلب کرنا، ناشایستگی ہے، مگر اس کے بغیر چارہ بھی نہیں۔

''مجمع النفائس'' کی پہلی جلد، ادارے کی طرف سے مجھے نہیں ملی۔ ۲ شاید انھوں نے ابھی بھیجی نہ ہوگی۔ دس پندرہ دن ہوئے افتخار عارف صاحب نے فون پر بتایا کہ اس وقت یہ جلد اُن کے سامنے رکھی ہے۔ میں نے اُن سے اُن کا نسخہ مستعار منگوالیا۔ مآخذ میں رام پور کا نسخہ شامل نہیں ہے۔ اسے بھی منگوالیا جاتا تو اچھا تھا۔

آپ میرے خطوط شایع کرنا چاہتے ہیں؛ میں کیا اور میرے خطوط کیا! میرا خیال ہے کہ ان میں شاید ہی کوئی ایسی بات ہو جو لائق اشاعت ہو۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی کشادہ دلی ہے۔ بہرحال مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ گذشتہ برس ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا تھا بلکہ چند خطوط کمپوز کرا کے بھیج دیے تھے۔ میں نے اس خیال سے انھیں منع کر دیا تھا کہ کہیں ایسی عبارتیں نہ ہوں جن سے دوسروں کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو۔ آپ فرماتے ہیں میرے خطوط میں ایسی کوئی بات نہیں تو پھر آپ جانیں اور آپ کا کام۔ ان فضولیات کی اشاعت پر کوئی معترض ہو تو جواب دہی آپ ہی کیجے گا۔

میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت کا طالب۔

آپ کا، مشفق خواجہ

٦٠

۲۰۰۴/۱۲/۲۹

برادر عزیز و مکرم! سلام مسنون

بزم آرزو مشمولہ رسالہ کاوش کے لیے بے حد ممنون ہوں۔ یہ کام خدا بخش والے کام سے کہیں بہتر طور پر انجام پا گیا۔ الحمد للہ۔ اگر اس کے ساتھ اردو ترجمہ بھی ہوتا تو میں اسے ادارۂ یادگار غالب کی طرف سے شایع کر دیتا۔ اردو ترجمے کی وجہ سے مکرر اشاعت کا جواز مل جاتا۔

آپ نے مرکز تحقیقات میں میرے نام کا جو پیکٹ بنوایا تھا وہ آج تک پوسٹ نہیں ہوا۔ ذرا معلوم کیجے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

خطوں کے آخری پرنٹ آپ دکھانا چاہتے تو ضرور دکھا دیجے۔ مجھے تو دیکھ کر شرمندگی ہی ہوگی۔

خطاطی والے مخطوطے کب تک چھپ رہے ہیں؟ لے

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔

آپ کا خیر اندیش، مشفق خواجہ

حواشی

۱۔ میرزا نظام بیگ جام (وفات ۲ جولائی ۱۹۹۵ء کراچی) بہت نفیس طبع اور نازک مزاج تھے۔صبح کوئی دس اور گیارہ بجے کے درمیان میوزیم آتے۔پہلے اخبار پڑھتے،پھر چاے پیتے،بعد میں پائپ سلگاتے تب کہیں کام کاج کی طرف آتے۔میں صبح نو بجے سے اس انتظار میں بیٹھا رہتا تھا کہ بیگ صاحب آئیں گے اور مجھے قلمی نسخے نکال کر دیں گے۔لیکن ان کے اپنے معمولات تھے جن میں دخل اندازی کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔مجھے اپنا قیمتی وقت برباد ہونے کا مسلسل خیال رہتا تھا،لیکن وہ اس سے بے نیاز تھے۔بیگ صاحب نے عبداللہ ہاتفی کی مثنوی ''ظفر نامہ'' کو موضوع تحقیق بنایا تھا اور ڈاکٹر غلام سرور مرحوم کی زیر نگرانی شعبۂ فارسی جامعۂ کراچی سے پی ایچ ڈی کر رہے تھے لیکن اپنی افتادِ طبع کے باعث اس کام کی تکمیل نہ کر سکے۔

۲۔ ڈاکٹر محمد سلیم اختر،فارسی کے ممتاز محقق جو اُن دنوں شعبۂ ایشین سٹڈیز،دی اسٹریلین نیشنل یونیورسٹی،کینبرا، اسٹریلیا میں استادِ مدعو تھے۔آج کل اسلام آباد میں ادارۂ تاریخ وثقافت پاکستان میں پرنسپل ریسرچ فیلو ہیں۔ ان کے شان دار علمی کاموں میں ''تذکرۂ مجمع الشعراے جہانگیر شاہی'' اور ''کلمات الصادقین'' کی تدوین شامل ہے۔اس ملاقات کو یاد کرتے ہوے انھوں نے ۲۸ دسمبر ۱۹۸۱ء کو کینبرا سے جو خط مجھے ارسال کیا،اس میں لکھتے ہیں: ''معلوم نہیں آپ کو یاد ہے یا نہیں،آپ سے میری بڑی مختصر ملاقات کراچی کے نیشنل میوزیم میں ۱۹۷۹ کے دوران اس وقت ہوئی تھی جب آپ نچلی منزل میں قلمی نسخوں کی فہرست تیار کر رہے تھے اور دیواروں پر دیمک کی قطاریں اُن کے سروں پر تلواریں بن کر لٹک رہی تھیں۔میرے ساتھ اُس وقت میرزا نظام بیگ اور مشفق خواجہ بھی تھے''۔

خطوط

خط نمبر ۱:

۱۔ ''ریاض العارفین''،آفتاب راے لکھنوی کا تصنیف کردہ فارسی گو شعرا کا تذکرہ جسے سیّد حسام الدین راشدی کے اہتمام سے مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان،اسلام آباد نے دو جلدوں میں شایع کیا۔دوسری جلد راشدی صاحب کے انتقال کے بعد ۱۹۸۲ء میں شایع ہوئی۔اس پر میں نے مقدمہ تحریر کیا۔

۲۔ خواجہ صاحب کا ایک شوق یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہاں آنے والے خاص مہمانوں کی اپنے کیمرے سے تصاویر اتارتے ہیں اور بعد میں اس کا ایک نسخہ صاحبِ تصویر کو بھیجتے ہیں۔میں اس وقت ۲۴ سال کا عام نوجوان تھا۔خواجہ صاحب نے میری تصویر اتار کر مجھے اعزاز بخشا۔

۳۔ میں باقاعدگی سے پاکستان میں بکھرے ہوے فارسی مخطوطات کی فہرست نویسی کرتا ہوں۔خواجہ صاحب نے بعد میں بھی کراچی کے متعدد کتب خانوں کی نشان دہی کی۔

خط نمبر ۳:

۱۔ "گنج شریف"، بانی سلسلۂ نوشاہیہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش (۹۵۹۔۱۰۶۴ھ) سے منسوب اردو کلام جو سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی (۱۳۲۵۔۱۴۰۳ھ/۱۹۰۷۔۱۹۸۳ء) نے مرتب کیا اور دارالمورخین، لاہور نے انتخاب "گنج شریف" کے نام سے شایع کیا۔

۲۔ اس مصنف کی کچھ اور تصانیف کا ذکر خواجہ صاحب کے خط ۴ میں بھی آیا ہے۔ بعد میں مَیں نے یہ دیوان خواجہ صاحب کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں دیکھا۔

۳۔ "فارسی گویان پاکستان" تصنیف ڈاکٹر سید سبط حسن رضوی (م ۱۹۹۷ء) اور پیوند ہاے فرہنگی ایران و پاکستان (مجموعۂ مقالات) دونوں کتابیں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے شایع کی ہیں۔

۴۔ میں نے قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی کے فارسی مخلوطات کی جو فہرست تیار کی تھی، اس کی اشاعت کے لیے تگ و دو کر رہا تھا اور ملک کے ایسے بااثر اصحاب کو خطوط لکھ رہا تھا جنھیں اس فہرست کی اہمیت کا اندازہ تھا۔

خط نمبر ۵:

۱۔ یہ ایرانی مصنف مرتضی مطہری کی فارسی تصنیف کتاب "سوزی ایران و مصر" کا اردو ترجمہ ہے جو میرے مفصل مقدّمے اور ضروری حواشی کے ساتھ مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد سے ۱۹۸۱ء میں شایع ہوا۔

خط نمبر ۶:

۱۔ عجائب گھر کے مخلوطات کی فہرست چھپنا شروع ہوگئی تھی۔ میں نے اشاعت سے قبل تذکروں والا حصہ ملاحظہ کے لیے خواجہ صاحب کو پیش کیا تا کہ اگر کوئی غلطی ہو تو اصلاح کر دی جائے۔

۲۔ میں ۸۲۔۱۹۸۱ء میں ایک سال "خانہ فرہنگ ایران"، کراچی کے کتب خانہ میں کام کرتا رہا۔ وہاں میرا دل نہ لگا اور واپس راول پنڈی چلا آیا۔ میں پنجابی زبان اور تہذیب کا عادی تھا، کراچی میں وہ بات نہ تھی اور میں خود کو اپنے فطری ماحول کے قریب محسوس نہیں کرتا تھا۔

۳۔ یہ حکیم ظہور اشرف دہلوی ہیں جو کراچی کے علاقے سوسائٹی (مکان نمبر ۸۶ ایف، بلاک ۲) میں رہتے تھے۔ ان کے پاس طبّی مخلوطات کے علاوہ "تحفت قلزم" (لغت) کلکتہ چھاپے کا سات جلدوں میں مکمل دورہ تھا جسے وہ بیچنا چاہتے تھے۔ خواجہ صاحب نے اسے خریدنے میں دل چسپی ظاہر کی۔ میں انھیں ساتھ لے کر ان کے گھر گیا لیکن حکیم صاحب سے معاملہ طے نہ ہوسکا۔ حکیم صاحب کا خاندان، حکیم علوی خان کی اولاد میں سے دہلی کے کشمیری دروازہ، نکلسن روڈ پر رہتا تھا۔ ان کا شجرۂ نسب اس طرح ہے: حکیم ظہور اشرف بن حکیم فیض احمد بن نظر احمد بن میر اشرف علی بن میر فیض علی بن حکیم میر حسن۔ حکیم علوی خان خود لاولد تھے انھوں نے اپنا کتب خانہ اپنے بھانجے کے نام اس شرط پر کر دیا کہ عوام الناس اس سے استفادہ کریں گے۔ ۱۹۴۷ء کے بٹوارے میں حکیم ظہور اشرف نے دہلی سے پاکستان ہجرت کی اور یہ کتب خانہ اپنے سینے سے لگا کر یہاں لائے۔ اس میں کوئی سو کے قریب مخلوطات تھے جو نہایت کس مپرسی کی حالت میں تھے۔ ایک گٹھری صرف ان

قلمی اوراق کی تھی جو ان مخطوطات سے الگ ہوے تھے۔ بعد میں میری ترغیب پر حکیم صاحب نے یہ مخطوطات مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کے کتب خانہ گنج بخش کو فروخت کر دیے۔

خط نمبر ۷:

۱۔ سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی (۱۹ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ / ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ / ۴ جولائی ۱۹۸۳ء، ساہن پال شریف، ضلع منڈی بہاء الدین) میرے تایا محترم تھے۔ ساری عمر تصنیف وتالیف میں بسر کی۔ ان کی اہم ترین تصنیف "شریف التواریخ" ہے۔ مشفق خواجہ صاحب کے والد خواجہ عبدالوحید کی وفات پر حضرت شرافت نوشاہیؒ نے قطعہ تاریخ لکھا جس کی رسید مشفق خواجہ نے اپنے ایک خط بنام محمد عالم مختار حق، لاہور، محررہ ۱۵ جنوری ۱۹۸۰ء میں یہ لکھ کر دی: "محترم شرافت نوشاہی کا قطعہ تاریخ لاجواب ہے۔ کئی شعراء نے قطعات لکھے ہیں، لیکن جو برجستگی حضرت نوشاہی کے مادۂ تاریخ میں ہے، لاجواب ہے۔ میری طرف سے شکریہ ادا کر دیجیے"۔

۲۔ میری شادی ۱۷ اگست ۱۹۸۱ء کو کراچی میں ہوئی۔ اس موقع پر میں نے وہاں اپنے علمی احباب ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم، ڈاکٹر معین الدین عقیل اور خواجہ صاحب کو بھی بلایا تھا۔

خط نمبر ۸:

۱۔ یہ ایرانی مصنف علی اصغر حکمت کی فارسی کتاب "جامی" کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے میں نے مقدمہ، تحشیہ اور تکملہ کے ساتھ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اور رضا پبلی کیشنز، لاہور سے مئی ۱۹۸۳ء میں شائع کروایا۔ میں نے خواجہ صاحب کی یہ راے اس کتاب کے فلیپ پر بھی درج کی ہے۔

۲۔ میں "مقتدرہ قومی زبان" میں ملازمت کا خواہش مند تھا۔ ڈاکٹر وحید قریشی اس کے صدر نشین بن کر اسلام آباد آرہے تھے لیکن ان کی صدر نشینی کے زمانے میں میری ملازمت کا موقع نہ نکل سکا۔ ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کی صدر نشینی کے دور میں، مَیں مقتدرہ میں ملازمت کے لیے مصاحبہ [انٹرویو] میں پیش ہوا۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ماہرِ مضمون کے طور پر تشریف لاے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فارسی کے حوالے سے جو سوالات کیے، ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ لفظ "صفدر" کا کیا مطلب ہے اور یہ کس چیز سے مرکب ہے؟ میں کوئی جواب نہ دے سکا اور ملازمت کے لیے منتخب نہ ہوسکا۔ بعد میں انہوں نے فرمایا: "صفدر کا مطلب ہے صف پھاڑنے والا، "صف" یعنی قطار اور "در" دریدن مصدر سے فاعل، پھاڑنے والا"۔ چلیے انٹرویو میں کامیابی نہ سہی، ایک لفظ کا مفہوم تو معلوم ہوگیا جو عمر بھر یاد رہے گا۔

خط نمبر ۹:

۱۔ میں جامعۂ کراچی سے ایم اے فارسی کے امتحان میں بطور بیرونی امیدوار کامیاب ہوا تھا۔

۲۔ پیر حسام الدین راشدی (وفات اپریل ۱۹۸۲ء) کا ایران کے علمی حلقوں میں بے حد احترام پایا جاتا ہے اور وہاں کے رسائل میں ان کی نگارشات چھپتی رہی ہیں۔ ایرج افشار کی فہرست مقالات فارسی، مطبوعہ تہران، ۶ جلدوں میں پیر صاحب کے مقالات کی فہرست دیکھی جاسکتی ہے۔

خط نمبر ۱۰:

۱؎ "فہرست نسخہ ہای خطی فارسی موزۂ ملی پاکستان"، کراچی جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان نے ۱۹۸۳ء میں شایع کی۔

۲؎ تخلیقی ادب خواجہ صاحب کا مرتبہ موقر ادبی جریدہ، جس کے پانچ شمارے شایع ہو پائے۔

خط نمبر ۱۱:

۱؎ ڈاکٹر ریاض الاسلام، پروفیسر ایمریطس جامعۂ کراچی اور انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز، کراچی کے سیکریٹری جنرل۔ آپ کا تخصص ہندوستان میں مغلیہ اور ایران میں صفویہ دور کے سیاسی تعلقات اور تاریخ تھا۔ ۱۳ اگست ۲۰۰۷ء کو کراچی میں انتقال کیا۔

۲؎ میری تیار کی ہوئی فہرست "نسخہ ہائے خطی فارسی" انجمن ترقی اردو، کراچی کی طباعت ہو رہی تھی۔ اس پر مقدمہ لکھنے کے لیے انجمن کے بارے میں بنیادی معلومات کی ضرورت تھی۔ بعد میں یہ فہرست مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اور ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف کے اشتراک سے مئی ۱۹۸۴ء میں شایع ہوئی۔

۳؎ ان دنوں میں ڈاکٹر سفیر اختر (اختر راہی) صاحب کے ساتھ مل کر ایک ایسے مجلّہ کی اشاعت کا ڈول ڈال رہا تھا جو صرف کتابیاتی مسائل سے متعلق ہو۔ اس کا پہلا شمارہ انھی کے اشتراک سے ۱۹۸۶ء میں اور دوسرا شمارہ ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب کے اشتراک سے ۱۹۸۸ء میں اور تیسرا شمارہ اکیلے ۱۹۸۹ء میں شایع کیا، پھر یہ رسالہ بند ہو گیا۔ علمی حلقوں میں اسے پسند کیا گیا۔ خود خواجہ صاحب کی رائے کی لیے دیکھیے خط ۱۳۔ خواجہ صاحب نے "کتاب شناسی" کے دوسرے اور تیسرے شمارے کے لیے اشتہارات دلوائے تھے۔ اس کا ذکر آگے خطوط میں آئے گا۔

۴؎ اس خط کے ساتھ ۲۶ ہندوستانی اہل علم کی فہرست منسلک تھی۔

خط نمبر ۱۲:

۱؎ دیکھیے: خط ۱۲، حاشیہ ۲

خط نمبر ۱۳:

۱؎ ڈاکٹر کلثوم ابوالبشر صدر نشین شعبۂ اردو و فارسی ڈھاکہ یونیورسٹی۔ بعد میں ایک طویل عرصہ تک میری ڈاکٹر صاحبہ سے خط و کتابت رہی اور تہران میں ۱۹۹۷ء میں ملاقات بھی ہوئی۔ ان کی بے لوث کوشش سے مجھے ڈھاکہ یونیورسٹی لائبریری سے حکیم حبیب الرحمان (م: ۲۳ فروری ۱۹۴۷ء) کی تصنیف "ثلاثہ غسالہ" کا مسودہ ملا۔ جسے میں نے مقدمہ اور تعلیقات کے ساتھ مرتب کیا اور مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے ۱۹۹۵ء میں شایع کیا۔

خط نمبر ۱۴:

۱؎ "کیہان فرہنگی"، تہران سے شایع ہونے والا ایک مقبول عام فارسی ماہ نامہ، جس کا ایک عکسی ایڈیشن کچھ عرصہ رایزنی فرہنگی سفارت ایران، اسلام آباد سے بھی نکلتا رہا اور پاکستان میں مفت تقسیم کیا جاتا رہا۔

خط نمبر ۱۵:

۱؎ "تذکرۂ علمائے امامیہ" پاکستان تصنیف سیّد حسین عارف نقوی، شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء

۲؎ "تحفۃ العالم" تصنیف عبداللطیف جزائری شوشتری، بہ اہتمام صمد موحد، تہران سے شائع ہوا۔ یہ فارسی سفرنامہ ہندوستان کے بارے میں دل چسپ چشم دید معلومات مہیا کرتا ہے۔ خواجہ صاحب کی خواہش تھی کہ میں اس کا اردو ترجمہ کردوں۔ لیکن مجھ سے یہ کام نہ ہوسکا۔

۳؎ میں برصغیر میں شائع ہونے والی فارسی مطبوعہ کتب کی فہرست بنا رہا تھا۔ اس میں لگ بھگ پچیس ہزار کتابوں کا تذکرہ ہے۔ یہ کام دسمبر ۲۰۰۴ء میں ختم ہوا اور اب تین جلدوں میں تہران سے زیرِ طبع ہے۔

۴؎ میرے ایک افغانی دوست اور ممتاز محقق نجیب مائل ہروی کی تجویز تھی کہ میں ان کے ساتھ مل کر نثاری کا "تذکرۂ مذکر احباب" مرتب کروں۔ برلن کے قلمی نسخہ کی نقل ان کے پاس تھی اور ایک اہم قدیم مگر ناقص قلمی نسخہ حضرت شرافت نوشاہی کے کتب خانے میں بھی تھا۔ اس کی تدوین کے لیے میں نے ابتدائی کام کرلیا تھا لیکن اب یاد نہیں پڑتا کہ یہ کام مائل ہروی صاحب کے ساتھ مل کر کیوں انجام نہ پا سکا؟ بعد میں خود مائل ہروی صاحب نے یہ تذکرہ مرتب کر کے ۲۰۰۱ء میں تہران سے شائع کردیا۔ میں نے اس ایڈیشن پر ایک نہایت مفصّل تنقید لکھی جو میری کتاب "مقالات عارف"، مطبوعہ تہران، ۲۰۰۳ء صفحات ۴۳۰۔۴۶۱ میں شامل ہے۔ خواجہ صاحب شعراء کے تذکروں پر صاحب الرائے ہیں اور ان کا کتب خانہ نادر تذکروں سے معمور ہے۔ کسی بھی تذکرے کی اشاعت ان کے مشورے کے بغیر غیر مفید ہوتی۔

خط نمبر ۱۷:

۱؎ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی یادگاری مجلہ، کراچی سے ۱۹۸۶ میں شائع ہوا۔ ایرانی محقق ایرج افشار صاحب نے اس کے لیے ایک مضمون دیا تھا۔ وہ مجھ سے بار بار اس کی اشاعت کے بارے میں استفسار کرتے تھے۔ اس کا ذکر آگے بھی کچھ خطوط میں آئے گا۔

خط نمبر ۱۹:

۱؎ فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی کتب خانہ دانش گاہ پنجاب، لاہور، گنجینۂ آذر تصنیف سیّد خضر عباسی نوشاہی، شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء

خط نمبر ۲۰:

۱؎ میں اُن دنوں پاکستان میں چھپنے والی مخطوطات کی فہرستوں کی کتابیات مرتب کر رہا تھا۔ بعد میں یہ کتاب پاکستان میں مخطوطات کی فہرستیں کے نام سے مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء نے شائع کی۔ اس فہرست کا نظرِ ثانی شدہ فارسی ایڈیشن کتاب شناسی توصیفی فہرست ہائے نسخہ ہای خطی پاکستان و بنگلادیش کے نام سے کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، ایران کی طرف سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ اس میں ۲۰۰۲ء تک پاکستان

اور بنگلا دیش میں شایع ہونے والی فہرستوں کو شامل کر لیا گیا ہے۔میں نے اسی نوعیت کی دو اور کتابیات بھی تیار کیں۔ بھارت میں مخطوطات کی فہرستیں اور ایران اور افغانستان میں مخطوطات کی فہرستیں جو مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے بالترتیب ۱۹۸۸ اور ۱۹۹۳ء میں شایع کیں۔

۲ ''مثنوی مہر و ماہ'' از جمالی دہلوی، مرتبہ سید حسام الدین راشدی، شایع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۴ء۔

خط نمبر ۲۱:

۱ ڈاکٹر محمد انصار اللہ (ریٹائرڈ) ریڈر شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی اردو کتاب صہبائی: ایک مختصر تعارف جو ۱۹۸۶ء میں شایع ہوئی۔ یہ امام بخش صہبائی (شہادت ۱۸۵۷ء) پر پہلی مستقل کتاب ہے جس کا علمی مواد بڑی محنت سے فراہم کیا گیا ہے۔ادھر حالیہ چند برسوں میں میری نظر سے صہبائی کی چند ایسی تصانیف گزری ہیں جن کا ذکر ڈاکٹر صاحب کی کتاب میں نہیں آیا۔ مثلاً: ''ثمرۃ الفواد'' (علم بلاغت پر)، قلمی نسخہ جامعہ پنجاب، لاہور، شمارہ PIvi1a؛ ''ریزۂ جواہر''، مطبوعہ؛ شرح حسن و عشق نعمت خان عالی، مطبوعہ؛ ''شرح شبنم و شاداب''، مطبوعہ؛ ''غنچۂ صہبائی''، قلمی (فہرست مشترک پاکستان، ج ۱۴، ص ۳۶) ۔

خط نمبر ۲۲:

۱ ''شریف التواریخ تصنیف'' سید شریف احمد شرافت نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ضلع گجرات [اب ضلع منڈی بہاء الدین] نے ۸۴-۱۹۷۹ء میں تین جلدوں میں شایع کی۔ یہ سلسلۂ نوشاہیہ کے اخلاف اور وابستگان کا جامع تاریخی تذکرہ ہے۔

۲ ''تاریخ نویسی فارسی در ہند و پاکستان: تیموریان بزرگ از بابر تا اورنگ زیب ۹۳۲-۱۱۱۸ھ''، تصنیف ڈاکٹر آفتاب اصغر، شایع کردہ خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، لاہور، ۱۹۸۵ء

۳ ایران کی معروف جدید فکر کی شاعرہ فروغ فرخ زاد (۱۹۳۵-۱۹۶۷ء) کے کلیات کا ایک نسخہ جو بعد میں ایران سے منگوا کر خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

۴ طہماس نامہ تصنیف محکم الدولہ اعتقاد جنگ طہماس بیگ خان بہادر رومی، مرتبہ پروفیسر محمد اسلم، شایع کردہ جامعۂ پنجاب، لاہور، ۱۹۸۶ء

خط نمبر ۲۳:

۱ اشرف آباد، کراچی میں بیدل لائبریری رسائل کے ذخیرہ کے لیے معروف ہے، ظفیر الحسن صاحب اس کے مہتمم ہیں۔ اس لائبریری میں معین الدین محمد زمچی اسفزاری کی کتاب ''روضات الجنات فی اوصاف مدینہ ہرات'' کا ایک عمدہ قلمی نسخہ موجود ہے جس کا عکس نجیب مائل ہروی تہران کے لیے ظفیر الحسن صاحب کی عنایت سے حاصل ہوا۔ ظفیر الحسن صاحب بہت حلیم الطبع ہیں۔ اس زمانے میں وہ جب بھی کراچی سے اسلام آباد آتے، مجھ سے خاص طور پر ملنے میرے دفتر تشریف لاتے۔

خط نمبر۲۴:

۱۔ ارمغانِ علمی بپاس خدمات علمی و ادبی ڈاکٹر وحید قریشی، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، عارف نوشاہی و تحسین فراقی، شایع کردہ مجلس ادبیات مشرق، القمر انٹر پرائزر، لاہور، ۱۹۹۸ء، اس منصوبے کا ذکر آگے بھی کئی خطوط میں آئے گا۔

خط نمبر۲۵:

۱۔ مجھے اپنے رسالے ''کتاب شناسی'' کو شایع کرنے کے لیے بذریعہ اشتہارات مالی تعاون کی ضرورت تھی۔ یہ ضرورت خواجہ صاحب کے توسط سے پوری ہوگئی۔

خط نمبر۲۸:

۱۔ ڈاکٹر ممتاز گوہر کی کتاب ''پنجاب میں اردو ادب کا ارتقا ۱۸۴۹ تا ۱۹۱۴ء''، شایع کردہ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۷ء

خط نمبر۳۰:

۱۔ ''مجموعۂ اشعار پراکندہ محمد ماہ صداقت کنجاہی''، مرتبہ عارف نوشاہی، شایع کردہ ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال، ۱۹۸۸ء۔

۲۔ ''فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان''، تالیف احمد منزوی، شایع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۹۷۔۱۹۸۳ء، ۱۴ جلدیں۔ آخری جلد میں نے مرتّب کی تھی۔

۳۔ ''کلمات الصادقین'' تصنیف محمد صادق ہمدانی کشمیری کا اردو ترجمہ پروفیسر لطیف اللہ صاحب نے کیا اور اگست ۱۹۹۵ء میں ادارۂ نشر المعارف، کراچی سے شایع ہوا۔ اس ترجمے پر میں نے ایک تبصرہ فکر و نظر، اسلام آباد، جلد ۳۳، شمارہ ۲، جمادی الاول۔ رجب ۱۴۱۶ / اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۵، ص ۱۳۳۔۱۴۲ میں چھپوایا۔

خط نمبر۳۳:

۱۔ ''غایۃ الامکان فی درایۃ الامکان'' مترجمہ پروفیسر لطیف اللہ؛ انھوں نے اس کا مصنف عین القضاۃ ہمدانی متعین کیا ہے، جب کہ اسی رسالے کا جو ایڈیشن نذر صابری صاحب نے کیمبل پور (اٹک) سے شایع کیا ہے اس پر مصنف کا نام تاج الدین محمود بن خدا داد اشنوی درج ہے اور یہی صحیح ہے۔ میں نے ان دونوں ایڈیشنوں پر ایک مشترکہ تبصرہ سہ ماہی دانش، اسلام آباد، شمارہ ۱، ۱۹۸۵ء، ص ۱۸۴۔۱۸۹ میں لکھا تھا۔

خط نمبر۳۴:

۱۔ خواجہ صاحب نے یہ خط مجھے میرے قیام تہران کے دوران لکھا، اسی لیے اس میں تہران سے ان کے لیے کتابیں بھیجنے کی ہدایات ہیں۔

خط نمبر ۳۵:

۱؎ خواجہ صاحب اور بیگم صاحبہ میرے گھر ۶۹ ماڈل ٹاون، ہمک، اسلام آباد تشریف لائے۔ میرا گھر شہر سے دور الگ تھلگ مقام پر واقع ہے اور یہاں اجنبی آدمی ملاقات کے لیے دقت سے ہی پہنچتا ہے۔ خواجہ صاحب کا میرے گھر تشریف لانا اور کچھ دیر قیام فرمانا ان کے اخلاق عالیہ کی بہترین مثال ہے۔

۲؎ میں نے خواجہ صاحب کو بوقت رخصت شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کی تفسیر خدائی نعمت معروف بہ تفسیر مرادی (تصنیف ۱۱۸۵ھ) کا نستعلیق ٹائپ پر ربیع الاول ۱۲۶۰ھ میں طبع ہونے والا بڑی تقطیع کا نسخہ پیش کیا۔ یہ ایڈیشن اب کم یاب ہے۔

خط نمبر ۳۶:

۱؎ موہن لال انیس کے تذکرہ ''انیس الاحباء'' کی تدوین کی غرض سے اس کے تین قلمی نسخوں کے عکس میں نے کتاب خانہ مجلس شورائے اسلامی، تہران اور خدابخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ سے حاصل کیے اور کام شروع کر دیا۔ اسی دوران پروفیسر انوار احمد نے اسے مرتب کر کے خدابخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ، سے ۱۹۹۶ء میں شائع کرا دیا اور میں تدوین سے دست کش ہو گیا۔

۲؎ ڈاکٹر سید علی رضا نقوی نے ''تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان''، مطبوعہ تہران، ۱۹۶۴ء لکھ کر شہرت حاصل کی۔ وہ بسلسلۂ ملازمت ادارۂ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد سے وابستہ رہے جہاں زیادہ تر ان کا وقت فقہ جعفریہ کے قوانین کی تدوین میں گذرا۔ ان کا ایک اور بڑا کام فرہنگ جامع (اردو۔ فارسی۔ انگریزی) ہے۔ ڈاکٹر صاحب جدید ایرانی فارسی اور اس کے تہرانی لہجے کے پاکستان میں ماہر جانے جاتے ہیں۔ میں نے ۱۹۷۴۔۷۸ء میں ڈاکٹر صاحب سے خانۂ فرہنگ ایران، راول پنڈی میں ابتدائی فارسی پڑھی تھی۔ اب ڈاکٹر صاحب ریٹائرڈ ہو کر اسلام آباد میں ہی اقامت پذیر ہیں اور ان کی نیک دعائیں ہمیشہ میرے شامل حال ہیں۔

خط نمبر ۳۷:

۱؎ ''خاص الخاص'' اس لیے کہ ''رشحات عین الحیات''، خواجہ احرارؒ کے حالات پر اولین مستند کتابوں میں سے ایک ہے اور میں نے ۱۹۹۳ء میں تہران یونیورسٹی سے خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے حالات اور ملفوظات پر تحقیق کر کے پی ایچ ڈی حاصل کی تھی۔ بعد میں میری یہ تحقیق ''احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرارؒ'' کے نام سے مرکز نشر دانشگاہی، تہران نے ۲۰۰۲ء میں شائع کی۔ اس کا ایک نسخہ میں نے خواجہ صاحب کو اسلام آباد کے ایک سفر میں جب وہ اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد کے مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے تھے، پیش کیا۔

خط نمبر ۳۹:

۱؎ ''کلہوڑا دور حکومت'' سیمینار، بہ اہتمام حکومت سندھ، ۱۵ ستمبر ۱۹۹۶ء، کراچی میں شرکت کا موقع ملا۔ وقت اس قدر تنگ تھا کہ خواجہ صاحب سے بالمشافہ ملاقات نہ ہو سکی۔

۲؎ نئے چراغ (۱۹۷۴ء) میرے چند مضامین کا اور یادوں کے مینار (۱۹۷۷ء) میری اردو شاعری اور فارسی شاعری کے تراجم کا مجموعہ ہے۔ ان دو کتابوں کی اشاعت سے میں نے اپنے تصنیفی سفر کا آغاز کیا تھا۔ یہ ابتدائی دور کی ناپختہ کتابیں ہیں جنھیں مشفق خواجہ صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ندامت محسوس ہوتی ہے۔

خط نمبر ۴۰:

۱؎ یہ تمام ہدایات ارمغان علمی کی تدوین کے سلسلے میں ہیں جن پر عمل کیا گیا۔ میں اس کتاب کے مرتبین میں شامل تھا۔

خط نمبر ۴۲:

۱؎ شیخ محمد علی حزین لاہیجی (۱۱۰۳-۱۱۸۰ھ) کے اس تذکرہ کی مرتبہ معصومہ سالک، ایرانی خاتون ہیں۔ یہ تذکرہ ۱۹۹۶ء میں تہران سے شائع ہوا۔

۲؎ "فرہنگِ اصطلاحاتِ علوم ادبی"، تصنیف ڈاکٹر ساجد اللہ تفہیمی (استاد فارسی جامعہ کراچی)، شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۶ء۔

خط نمبر ۴۴:

۱؎ مجھے قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی (شمارہ) میں "غرائب اللغات" تصنیف عبدالواسع ہانسوی کا ایک ایسا قلمی نسخہ (نمبر N.M.1957-975/3) ملا جس میں کاتب نے منقول عنہ نسخے سے سراج الدین علی خان آرزو کے حواشی نقل کیے ہیں۔ یہ حواشی نوادر الالفاظ سے قدرے مختلف ہیں۔ میں انھیں مرتب کر رہا ہوں۔

۲؎ محمد اشرف منجری نوشاہی (م ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) کا اردو کلام مرتبہ سید شرافت نوشاہی میں نے اپنے ایک مختصر مقدمے کے ساتھ اشاعت کے لیے خواجہ صاحب کو دیا جو انجمن ترقی اردو، کراچی کے سہ ماہی اردو، جلد ۷۶، شمارہ ۱ تا ۴، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا [اگرچہ عملی طور پر یہ ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا، لیکن انتظامی ضرورت کے تحت اس پر ۲۰۰۰ء کی تاریخ چھپی ہے]۔ بعد میں اسی پر کلیاتِ اشرف (اردو کلام) کا سرورق لگا کر ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد اور انجمن ترقی اردو، کراچی کی طرف سے مشترکہ طور پر شائع کیا گیا۔

خط نمبر ۴۵:

۱؎ میں ۲۴ سال (۱۹۷۴ تا ۱۹۹۸ء) حکومت ایران کے مختلف اداروں میں کام کرنے کے بعد، آخر کار ۲۹ دسمبر ۱۹۹۸ء کو شعبۂ فارسی گورنمنٹ گورڈن کالج، راول پنڈی آ گیا اور اب تک وہیں ہوں۔

۲؎ میں نے خواجہ صاحب کی توجہ اس جانب دلائی تھی کہ ماہ نامہ "قومی زبان" میں کتابت کی اغلاط بکثرت پائی جاتی ہیں، بالخصوص وہ مضامین جن میں فارسی اشعار یا عبارتوں کا دخل ہو، غلطیوں سے پُر ہوتے ہیں۔ آگے بھی ایک دو خطوں میں انجمن ترقی اردو کے دفتری ماحول میں علمی بے رونقی پر خواجہ صاحب کے چند بلیغ تبصرے آئیں گے۔

خط نمبر ۴۶:

۱۔ یہ مضمون نجم الرشید صاحب کے لیے درکار تھا جو اُن دنوں تہران یونیورسٹی میں "بارھویں صدی ہجری میں برصغیر میں فارسی ادب کی تنقید" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ رہے تھے۔ نجم الرشید صاحب اب ڈاکٹریٹ مکمل کر کے شعبۂ فارسی اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے وابستہ ہیں۔

خط نمبر ۴۷:

۱۔ چینی خطاطی پر یہ مضمون میرے ایک استادِ محترم ڈاکٹر مظفر بختیار، دانش گاہ تہران نے لکھا اور ان کے ایک پاکستانی شاگرد ڈاکٹر محمد اقبال شاہد (استاد فارسی، جامعہ اسلامیہ، بہاول پور؛ اب اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے وابستہ) نے ترجمہ کیا اور اشاعت کے لیے مجھے بھیجا۔ یہ مضمون قومی زبان میں تو نہ چھپ سکا، بعد میں معلوم نہیں خواجہ صاحب نے اسے کہیں چھپوایا یا نہیں؟

۲۔ سلطان محمد مطربی سمرقندی (۹۶۶۔۱۰۴۰ھ) کے یہ دو تذکرے "نسخۂ زیبای جہانگیر" اور "تذکرۃ الشعراء" ہیں۔ پہلا تذکرہ بہ اہتمام اسماعیل بیک جانوف اور سیّد علی موجانی، کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی، قم سے ۱۹۹۸ء میں چھپا۔ دوسرا تذکرہ بہ مقدمہ و تصحیح اصغر جان فدا اور با تحشیہ و تعلیقات علی رفیعی علامرودشتی، دفتر نشر میراث مکتوب، تہران، ۱۹۹۹ء میں چھپا۔ "تذکرۃ الشعراء" کی فہرست مآخذ میں مرتبین نے برصغیر کی کتابوں، رجال اور اماکن کے اسماء سے ناواقفی کے باعث انھیں درج کرنے میں عجب گُل کھلائے ہیں۔ مثلاً ایک اندراج یوں ہے: گلزار ابرار (گلزار اعظم) شیخ محمد غوثی جندوی، کرناتک، ۱۲۷۲ق۔ یہاں مرتبین نے دو کتابوں کو یکجا کر دیا ہے؛ منڈوی کو جندوی اور کرناٹک کو کرناتک بنا دیا ہے۔

۳۔ "تذکرۂ شمع محفل سخن" کا ایک مطبوعہ نسخہ نیشنل بنک آف پاکستان کی مرکزی شاخ واقع آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ مجھے اس تذکرے کے مصنف پر ایک مقالہ لکھنا تھا اور اس سلسلے میں خواجہ صاحب سے مدد چاہی۔ خواجہ صاحب نے ایک ملاقات پر بتایا کہ وہ اس تذکرے سے تاحال واقف نہیں تھے۔ انھیں تذکروں سے جو دل چسپی ہے اس کی بنا پر وہ بھی اس کو دیکھنے کا اشتیاق رکھتے تھے لیکن یہ تذکرہ اس ڈھیر سے برآمد نہ ہو سکا۔

۴۔ میر محمدی متخلص بہ عترت اکبرآبادی کی یہ لغت عبدالواسع ہانسوی کی "غرائب اللغات" کے بعد دوسری قدیم ترین اردو۔فارسی لغت ہے۔ میں نے اسے جامعۂ پنجاب، لاہور اور اپنے مملوکہ قلمی نسخوں کی بنیاد پر مرتب کیا اور مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔ شیرانی مرحوم سے صرف اس قدر معمولی سہو ہوا کہ انھوں نے کمال عترت کو کتاب کی بجائے آدمی (مصنف) سمجھا ہے۔

خط نمبر ۴۸:

۱۔ میں جن دنوں برِ صغیر کی فارسی مطبوعات پر کام کر رہا تھا اور تذکروں کا حصہ زیرِ ترتیب تھا، اس کے لیے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی تصنیف "اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری"، شائع کردہ انجمن ترقی اردو، کراچی، ۱۹۹۸ء کی ضرورت تھی، خواجہ صاحب نے حسبِ معمول کرم فرمایا اور اس کا ایک نسخہ مجھے تحفۃً بھیجا۔

۲۔ ۲۰۰۳ء میں مجھے نیشنل لائبریری کے یہ تمام مخطوطات دیکھنے اور ان کی فہرست بنانے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (جامعۂ پنجاب، لاہور) اور احسان دانش مرحوم (لاہور) کے ذاتی ذخائر کے کچھ نسخے بکتے بکاتے یہاں آ گئے ہیں۔

۳۔ پیر راشدی کا ذخیرۂ کتب قائد اعظم یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے کو منتقل ہو چکا ہے۔

خط نمبر ۴۹:

۱۔ یہ دو تذکرے نسخۂ زیبای جہانگیر اور مرآت الخیال مطبوعہ ایران تھے جو میں نے اپنے ذاتی ذخیرۂ کتب سے خواجہ صاحب کی نذر کیے۔

خط نمبر ۵۰:

۱۔ یہ سفر نامہ میں نے مرتب کیا اور اردو اکیڈمی بہاول پور نے ۱۹۹۹ء میں شائع کیا۔ مصنف ۱۹۳۴ میں اوچ گئے تھے اور کوئی چالیس روز وہاں قیام کیا تھا۔

۲۔ یہ ایم۔ اے فارسی کا امتحانی مقالہ ہے جو چند طالبات نے مل کر ڈاکٹر سید محمد اکرم، استاد شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور کی نگرانی میں لکھا۔ اب ڈاکٹر صاحب اسے اضافات کے ساتھ از سرِ نو مرتب کر کے شائع کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

خط نمبر ۵۱:

۱۔ خط ۵۰ اور ۵۱ میں جس ایرانی مسافر کا ذکر ہوا ہے، اس نے خواجہ صاحب کو فریب دیا۔ ڈاکٹر سیدہ چاند بی بی نقوی جن سے میں نے تہران سے خواجہ صاحب کے لیے تذکرہ خرید کر بھیجنے کے لیے کہا تھا، انھوں نے اس ایرانی مسافر کو کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ اس کتاب کے بدلے دوائیاں خرید کر لائے۔

۲۔ "تذکرۃ الشعرا" از مولانا حسرت موہانی، مرتب شفقت رضوی، ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی، ۱۹۹۹ء، ۶۸۶ صفحات۔

۳۔ حکیم صاحب کا انتقال ۷ نومبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں ہوا۔ حکیم صاحب اور خواجہ صاحب کی ذات میں مجھے ایک گونہ مماثلت نظر آتی ہے۔ حکیم صاحب کا خوانِ کرم ہر ایک کے لیے کھلا تھا؛ وہ تمام اصیل لکھنے پڑھنے والوں کی بے لوث علمی خدمت اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے؛ مصنفین کی کاوشوں کا علمی حلقوں میں چرچے کرتے تھے؛ کتب خانوں اور فضلاء کو بلا قیمت کتب مہیا کرتے تھے۔ ان کے مطب واقع ۵۵ ریلوے روڈ، لاہور پر مریضوں سے زیادہ اہلِ علم کا ہجوم رہتا تھا۔

خط نمبر ۵۴:

۱ ''نامۂ بہارستان''، کتاب خانہ مجلس شورائے اسلامی ایران کی طرف سے شائع ہونے والا چھ ماہی فارسی رسالہ جو صرف مخطوطات سے متعلق مباحث اور مسائل کے لیے مختص ہے۔ اب تک اس کے سات شمارے نکل چکے ہیں ایک سے ایک عمدہ اور پڑھنے کے لائق۔ اس رسالے میں جس نوعیت کا مواد شائع ہوتا ہے ویسا ہی مواد پاکستانی کتب خانوں میں بھی موجود ہے جس کی مدد سے پاکستان کا کوئی بھی کتب خانہ یا تحقیقی ادارہ اس طرح کا رسالہ شائع کر سکتا ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں ان مسائل سے کسی کو دلچسپی نہیں اور ہمارے کتب خانوں کا قلمی سرمایہ ''دولتِ خفتہ'' کی طرح بے مصرف پڑا ہے!

۲ مجھے خواجہ صاحب کے ہاں خطاطی پر چند نادر مخطوطات (اسرار الخط، فیوضات مشکین قلم وغیرہ) ملے، بعد میں خواجہ صاحب نے یہ مخطوطات مہیا کر دیے جنھیں اب میں ڈاکٹر معین نظامی صاحب (استاد شعبۂ فارسی، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور) کی معاونت سے مرتب کر کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

خط نمبر ۵۵:

۱ ملاحظہ ہو میرا مضمون: ''خاطرات و ملاحظات دربارہ''، مرحوم احمد گلچین معانی و کتاب او'' تاریخ تذکرہ ہای فارسی''، دانش، اسلام آباد، شمارہ ۷۱۔۷۰، پاییز و زمستان ۱۳۸۱ (تاریخ اشاعت مرداد ۱۳۸۲ ش / اگست ۲۰۰۳)، ص ۲۳۹۔۲۵۶

۲ احمد گلچین معانی کی کتاب ''تاریخ تذکرہ ہای فارسی''، تہران یونیورسٹی نے ۱۳۵۰۔۱۳۴۸ شمسی میں دو جلدوں میں شائع کی۔ افضل بیگ خان قاقشال اورنگ آبادی کے ''تذکرہ تحفۃ الشعرا'' [۱۱۶۵ھ] کا ذکر جلد ا، ص ۱۶۰۔۱۵۷ پر ہوا ہے۔ مشفق خواجہ صاحب نے ''گلچین معانی'' کو آفتاب رائے لکھنوی کے تذکرہ ریاض العارفین'' پر مواد بھی بھیجا تھا۔
(دیکھیے: ج ا، ص ۸۱۱)۔

۳ واقعات تفضل، مصنف نامعلوم، تفضل حسین اور ان کے خاندان کی سرگذشت ۱۳ ستمبر ۱۹۰۸ء تا ۹ جنوری ۱۹۰۹ء کے واقعات پر مشتمل ہے، اس کا قلمی نسخہ کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی، قم، شمارہ ۵۲۲۷ میں موجود ہے۔ [دیکھیے: سید حسن عباس، ''ایران میں اردو مخطوطات''، تحقیق، شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی، جام شورو، ۱۹۹۱، شمارہ ۵، صفحہ ۷۰] خواجہ صاحب کو چوں کہ آپ بیتیوں سے بے حد دلچسپی ہے، انھوں نے اس نسخے کا عکس ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب کے ذریعے منگوایا تھا جو ۱۹۹۵ء تک تہران میں قیام پذیر تھے (اب شعبۂ فارسی، بنارس ہندو یونیورسٹی سے وابستہ ہیں)۔ بعد میں معلوم ہوا کہ ایک صفحے کا عکس نہیں بن سکا۔ اس ایک صفحے کا عکس بنوانے کے لیے میں نے کوشش کی اور قم سے خواجہ صاحب کے لیے یہ صفحہ حاصل کیا۔

۴ "معز بات"، عبدالرشید ٹھٹھوی کی تصنیف، جسے عبدالستار صدیقی مرحوم نے مرتب کیا اور ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کے اردو ترجمے اور حواشی کے ساتھ ادارۂ یادگار غالب، کراچی، ۲۰۰۳ء نے شائع کیا۔

۵ فارسی مقالات کا مجموعہ مقالات عارف، شائع کردہ بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران، ۲۰۰۳ء۔

خط نمبر ۵۶:

اس خط پر سہواً مکتوب الیہ کا نام ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب درج ہوا ہے۔

۱ میں نے خواجہ صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کی کہ اہل علم کے ہاں عمر بھر خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ ان کی کتابوں کو تو کسی نہ کسی طرح محفوظ رکھا جاتا ہے لیکن اخلاف کی بے احتیاطی اور بے توجہی سے خطوط ضائع ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں سینکڑوں ہزاروں علمی، سیاسی گھرانوں میں اس نوعیت کے لاکھوں خطوط جمع ہیں۔ ان کی حفاظت کے لیے اگر کوئی الگ سے ادارہ یا کسی معتبر ادارے میں کوئی شعبہ قائم کر دیا جائے تو یہ خطوط آئندہ کئی برسوں تک مزید محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حکومت پاکستان کے مرکزی اور صوبائی ادارے برائے تحفظ قومی دستاویزات صرف سیاسی اور تاریخی نوعیت کی دستاویزات سنبھالنے کی ذمہ داری رکھتے ہیں۔ خطوط کا معاملہ دوسرا ہے۔ خود ہمارے آبائی گھر (ساہن پال شریف) میں پچھلی پانچ نسلوں سے یعنی جب سے برصغیر میں انگریزوں نے ڈاک کا جدید نظام متعارف کروایا ہے اس وقت سے لے کر ہزاروں خطوط محفوظ ہیں، لیکن مجھے مستقبل میں ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

۲ خواجہ صاحب نے ایک ملاقات پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ جدید مطبوعہ کتب کے تبصروں پر وہ اپنی نگرانی میں ایک معیاری پرچہ نکالنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے بے حد خوشی ہوئی، کیوں کہ پاکستان میں کوئی ایسا پرچہ نہیں جو صرف تبصرۂ کتب کے لیے مخصوص ہو۔ اگرچہ اِدھر حالیہ چند برسوں سے ڈاکٹر سفیر اختر صاحب کی ادارت میں شش ماہی نقطۂ نظر، اسلام آباد سے شائع ہو رہا ہے، لیکن اس کا دائرہ دینی اور تاریخی کتابوں تک محدود ہے اور ادبی کتب کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب ادبی کتب کی اہمیت کی بنا پر ان پر تبصروں کے لیے رسالہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

خط نمبر ۵۷:

۱ فتح دین گل کار کے حالات کے لیے میں نے اپنے ایک مکرم ضیاء محمد ضیا پسروری صاحب سے رجوع کیا۔ انھوں نے ازراہ کرم اس شاعر کے بارے میں تمام بنیادی معلومات مہیا کر دیں۔

خط نمبر ۵۹:

۱ خواجہ صاحب نے ۷۹۔۱۹۷۸ء میں جب میں قومی عجائب گھر، کراچی میں مخطوطات کی فہرست نویسی کرتا تھا اور وہاں "مجمع النفائس" کا نسخہ دیکھا تھا، مجھے اس جانب متوجہ کیا کہ میں اس تذکرے پر کام کروں۔ ان کے الفاظ یہ تھے: "مجمع النفائس بھاری پتھر ہے، سب چوم کر رکھ دیتے ہیں؛ تم نوجوان ہو، یہ کام کر پاؤ گے"، جب

سے دل میں ایک خواہش اور امنگ تھی کہ سراج الدین علی خان آرزو کے اس اہم تذکرے پر کام کروں۔ ۱۹۸۹ء میں تہران یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو ارادہ تھا کہ اسی تذکرے کو موضوع تحقیق بناؤں گا۔ لیکن معلوم ہوا کہ مجھ سے پہلے ایک پاکستانی طالبہ زیب النساعلی خان اس پر کام کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکی ہیں، لہذا اس پر کام کرنے کا میرا خواب بکھر گیا۔ بعد میں، مَیں نے اس کی ایک تلخیص ''بزم آرزو'' کے نام سے تیار کی جو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور کے شعبہ فارسی کے رسالہ کاوش، شمارہ ۱۲، ۲۰۰۴ء میں شایع ہوئی۔ اس تلخیص میں التزام یہ رکھا کہ صرف ایسے شاعروں کے حالات جمع کیے جائیں جو خانِ آرزو کے معاصر اور دوست تھے۔ اگرچہ اس سے ملتی جلتی ایک تلخیص اس سے پہلے ڈاکٹر عابد رضا بیدار نے تیار کر کے خدابخش لائبریری جرنل، پٹنہ، شمارہ ۳ (۱۹۷۷ء) میں شایع کی تھی لیکن بیدار صاحب کو متن پڑھنے میں متعدد مقامات پر تسامح ہوا ہے۔ میں نے ان تسامحات کی نشان دہی اپنے مقدمے میں کی ہے۔ لیکن خود میری تیار کردہ تلخیص کو رسالہ کاوش کی مجلس ادارت نے جس بے دردی سے کمپوزنگ کی غلطیوں سے بھر دیا ہے اس سے اس کی دوبارہ اشاعت کا سارا جواز ختم ہو گیا ہے۔

۲ العفالیس کا وہی ایڈیشن جو زیب النساعلی خان نے تیار کیا تھا، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے اس کی پہلی جلد جولائی ۲۰۰۴ء میں شایع کی۔ اس میں حرف الف تا زاء تخلص کے شعرا کا تذکرہ ہے۔ بقیہ جلدیں ابھی زیر طبع ہیں۔ مرتبہ کو متن پڑھنے میں عجیب عجیب لغزشیں ہوئی ہیں۔ مثلاً شرف الدین متخلص بہ پیام کو ''بیام'' پڑھ کر حرف ب میں درج کیا ہے اور اس بات پر غور نہ کیا کہ ''بیام'' ایک بے معنی تخلص ہے۔ اگر فاضل مرتبہ معاصر تذکرے ہی دیکھ لیتیں تو انھیں اس شاعر کے حالات ''پیام'' کے تحت مل جاتے۔

خط نمبر ۶۰:

۱ جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں، میرا ارادہ ان مخطوطات کو مرتب کر کے خطاطی پر کچھ اور رسائل کے ساتھ ایک ساتھ شایع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس مجموعے کا نام ''ہنر نامہ'' تجویز کیا ہے۔

الف۔ کتابیات

۱۔ آفتاب اصغر، ڈاکٹر: ''تاریخ نویسی فارسی در ہند و پاکستان: تیموریان برزگ، از بابر تا اورنگ زیب ۹۳۲۔۱۱۱۸ھ''، لاہور، ناشر ندارد۔ س۔ن۔

۲۔ آفتاب رائے لکھنوی: ''ریاض العارفین''، مرتبہ سیّد حسام الدین راشدی، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۲ء۔

۳۔ احمد منزوی: ''فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۹۷۔۱۹۸۳ء۔

۴۔ جمالی دہلوی: ''مثنوی مہر و ماہ'' مرتبہ، سیّد حسام الدین راشدی، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،۱۹۷۴ء۔
۵۔ حبیب الرحمان، حکیم: ''ثلاثہ غسالہ''، مرتبہ، عارف نوشاہی، لاہور، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۵ء۔
۶۔ حسرت موہانی، مولانا: ''تذکرہ الشعراء''، مرتب، شفقت رضوی، کراچی، ادارۂ یادگار غالب، ۱۹۹۹ء۔
۷۔ حسین عارف، نقوی، سیّد: ''تذکرۂ علمائے امامیہ اسلام''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،۱۹۸۴ء۔
۸۔ خضر عباس نوشاہی، سیّد: ''فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی کتب خانہ دانش گاہ، پنجاب، گنجینۂ آذر''، اسلام آباد، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۶ء۔
۹۔ رفیع الدین ہاشمی، عارف نوشاہی و تحسین فراقی، مرتبہ: ''ارمغانِ علمی بپاس خدمات علمی و ادبی ڈاکٹر وحید قریشی''، لاہور، مجلسِ ادبیات مشرق، ۱۹۹۸ء۔
۱۰۔ زیب النساء علی خان: ''العفالیس'' اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۲۰۰۴ء۔
۱۱۔ سبطِ حسن رضوی، سیّد، ڈاکٹر: ''پیوند ہائے فرہنگی ایران و پاکستان''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، س۔ن۔
۱۲۔ سبطِ حسن رضوی، سیّد، ڈاکٹر: ''فارسی گویاں پاکستان''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، س۔ن۔
۱۳۔ شریف احمد شرافت نوشاہی، سیّد: ''شریف التواریخ''، گجرات، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ۸۴۔۱۹۷۹ء۔
۱۴۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: مرتبہ، ''مجموعۂ اشعار پراکندہ محمد ماہ صداقت کنجاہی'' ساہن پال، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ۱۹۸۸ء۔
۱۵۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''مقالات عارف''، تہران، ۲۰۰۳ء۔
۱۶۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''جامی''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء۔
۱۷۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''سوزی ایران و مصر''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء۔
۱۸۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''مقالات عارف''، تہران، بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، ۲۰۰۳ء۔
۱۹۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''بھارت میں مخطوطات کی فہرستیں''، لاہور، مغربی پاکستان، اُردو اکیڈمی، ۱۹۸۸ء۔
۲۰۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''ایران و افغانستان میں مخطوطات کی فہرستیں''، لاہور، مغربی پاکستان، اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۳ء۔
۲۱۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''کتاب شناسی توصیفی فہرست ہائے نسخہ ہای خطی پاکستان و بنگلہ دیش''، قم، کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، ۲۰۰۵ء۔
۲۲۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''پاکستان میں مخطوطات کی فہرستیں''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء۔
۲۳۔ عارف نوشاہی، ڈاکٹر: ''فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی موزۂ ملی پاکستان''، اسلام آباد، مرکزِ تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۳ء۔

۲۴۔ عبدالرشید ٹھٹھوی: ''معربات'' مرتب: عبدالستار صدیقی، کراچی، ادارۂ یادگارِ غالب، ۲۰۰۳ء۔
۲۵۔ عبداللطیف جزائری شوشتری: ''تحفۃ العالم''، تہران، ناشر ندارد، س۔ ندارد۔
۲۶۔ علی رضا نقوی، سید، ڈاکٹر: ''تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان''، مطبوعہ تہران، ۱۹۶۴ء۔
۲۷۔ فرمان فتح پوری، ''اُردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری''، کراچی، انجمن ترقی اُردو، ۱۹۹۸ء۔
۲۸۔ محمد انصاراللہ، ڈاکٹر: ''صہبائی'' علی گڑھ، ریڈر، شعبۂ اُردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۸۶ء۔
۲۹۔ محکم الدولہ اعتقاد جنگ طہماس بیگ خاں بہادر رومی، ''طہماس نامہ''، مرتبہ: محمد اسلم، پروفیسر، لاہور، جامعۂ پنجاب، ۱۹۸۶ء۔
۳۰۔ محمد صادق ہمدانی کشمیری: ''کلمات الصادقین''، کراچی، ادارۂ نشر المعارف، ۱۹۹۵ء۔
۳۱۔ ممتاز گوہر، ڈاکٹر: ''پنجاب میں اُردو ادب کا ارتقا، ۱۸۴۹ء تا ۱۹۱۴ء'' لاہور، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، ۱۹۹۷ء۔
۳۲۔ محمد مطربی سمرقندی، سلطان: ''نسخۂ زیبای جہانگیر'' قم، کتاب خانہ آیت اللہ مرعشی، ۱۹۹۸ء۔
۳۳۔ محمد مطربی سمرقندی، سلطان: ''تذکرۃ الشعراء''، تہران، دفتر نشر میراث مکتوبات، ۱۹۹۹ء۔
۳۴۔ محمد نوشہ گنج بخش، حاجی: ''گنج شریف''، مرتبہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی، لاہور، دارالمورخین، س۔ن۔

ب: لغت

۱۔ عبدالواسع ہانسوی: ''اُردو فارسی لغت''، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۹ء۔

ج: رسائل و جرائد:

۱۔ خدا بخش لائبریری جرنل، پٹنہ، شمارہ ۳، ۱۹۷۷ء۔
۲۔ سہ ماہی ''اُردو'' جلد ۴۷، شمارہ ۴۱، جنوری تا دسمبر ۲۰۰۰ء۔
۳۔ رسالہ ''کاوش''، لاہور، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، شعبۂ فارسی شمارہ ۱۲، ۲۰۰۴ء۔
۴۔ ماہ نامہ: ''کیہاں فرہنگی''، رایزنی فرہنگی سفارت ایران، اسلام آباد۔

O ------- O